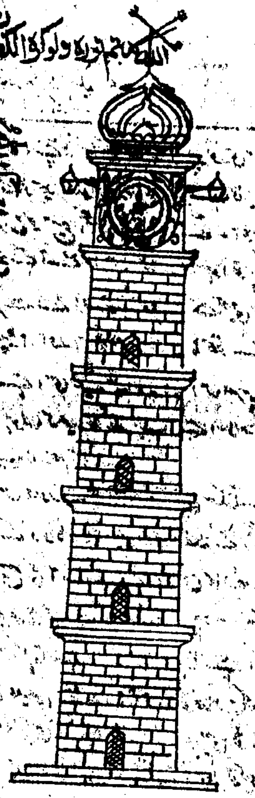
رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم



إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهٗ أَوَى الْقَرْيَةَ

الحکم
دارالامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۷	مورخہ ۷ ر فروری سنہ ۱۹۰۳ء روز شنبہ	نمبر ۵

کلمات طیبات
حضرۃ امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور یہ ابتلا انکو پیش آگیا کہ ایلیا کا آسمان سے آنا مسیح کے آنے سے پہلے ضروری ہے۔ اب انصاف شرط ہے اگر یہ فیصلہ کسی جج کے سامنے پیش ہو تو وہ بھی یہودیوں ہی کے حق میں ڈگری دے گا۔ کیونکہ یہ صاف طور پر لکھا گیا تھا کہ ایلیا آئے گا۔ اور اس سے پہلے کوئی نظیر اس قسم کے بروز کی ان میں موجود نہ تھی جو مسیح نے یوحنا کو ایلیا بنایا اب اگرچہ ہم ان کتابوں کی بات تو یہی کہتے ہیں کہ فلا نصدق ولا نکذب بوا۔ لیکن یہ بھی ساتھ ہی ضروری بات ہے کہ قرآن شریف میں یہ آیا ہے فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ علاوہ بریں اس قصہ ایلیا کی قرآن شریف نے کہیں تکذیب اور تردید نہیں کی اور یہودی اور عیسائی دونوں قومیں بالاتفاق اسکو صحیح مانتی ہیں اگر یہ قصہ صحیح نہ ہوتا تو عیسائیوں کا حق تھا کہ وہ بول پڑتے اور اس کی تکذیب کرتے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اگر اس حصہ کو غلط کہا جائے تو عیسائیوں کے لیے ان مشکلات سے نجات اور مخلصی ہے جو اسکو صحیح مانکر انھیں پیش آتی ہیں لیکن جب کہ انھوں نے تکذیب نہیں کی اور اسکو صحیح تسلیم کر لیا ہے پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہم بلا وجہ تکذیب پر آمادہ ہوں۔ حق یہی ہے کہ یہودیوں میں یہ خبر صحیح موجود تھی کہ مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا آئے گا اور اسی لیے جب مسیح آگیا تو وہ مشکلات میں پڑے اور انھوں نے مسیح سے ایلیا کے متعلق سوال کیا اور مسیح نے یوحنا کی صورت میں اس کے آنے کو تسلیم کر لیا۔ یہاں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر یہ پیشگوئی صحیح نہ ہوتی تو سب سے پہلے مسیح کا یہ حق تھا کہ وہ بجائے اس کے کہ یہ کہتے کہ آنے والا ایلیا یوحنا ہی ہے یوں جواب دیتے کہ کوئی ایلیا آنے والا نہیں ہے مسیح نے اگر اسکو صحیح تسلیم نہ کیا ہوتا تو وہ یوحنا کی شکل میں ایلیا کو نہ اتارتے یہ چھوٹی اور معمولی سی بات نہیں مسیح کا یہود کے اس اعتراض کو مانکر اسکا جواب دینا بھی اس امر کی روشن دلیل ہے کہ وہ بجائے خود اس امر کو صحیح اور یقینی سمجھتے تھے۔ یہودیوں کا یہ عذر بہر حال قابل پذیرائی تھا اور مسیح نے اسکو قبول کر کے یہی جواب دیا کہ آنیوالا ایلیا یوحنا ہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ اب اگر استعارات کچھ چیز نہیں اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں میں یہ جزو اعظم نہیں ہوتی تو پھر جیسے یہودیوں نے حضرت مسیح کی اس تاویل کو تسلیم نہیں کیا کہ یہ بھی انکار کریں کہ وہ فیصلہ صحیح نہیں تھا۔ کیونکہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ایلیا والے قصہ کی مسلمان تکذیب تو کر نہیں سکتے کیونکہ قرآن شریف نے کہیں اس کی تکذیب نہیں کی۔ اور تکذیب کے اول حقدار تو حضرت مسیح اور ان کے متبعین ہو سکتے ہیں۔ جبکہ یہ بات ہے کہ استعارات کوئی چیز نہیں اور ہر پیشگوئی

سورۂ جمعہ پر حضرۃ حکیم الامۃ کا وعظ

گزشتہ اشاعت سے آگے۔

لَا یَتَمَنَّوْنَہٗ اَبَدًا بِمَا

کبھی بھی مرد میدان ہو کر نہ نکلیں گے اور **الموت** کی تمنی نہ کریں گے۔ مباہلہ کیلیے وہ آمیں گے لوگوں کے سامنے چونکہ انکار نہیں کر سکتے اس لیے ایسی شرائط اور حجتیں پیش کریں گے جن کا آخری نتیجہ یہ ہو کہ **مباہلہ** نہ کرنا پڑے۔ کیونکہ اپنی بد اعمالیوں اور ایمانی کمزوریوں کو تو خوب جانتے ہیں مگر پردہ دری کے لیے حیلے بہانے کرتے ہیں اور دنیوی مفاد اور منافعوں کو نقصان سے بچانے کی خاطر یہ بجائے خود کیسی حیرت انگیز اور عظیم الشان تحدی ہے جس میں مخالفوں کو غیرت بھی دلائی گئی ہے کہ کبھی بھی مباہلہ نہ نکلیں گے۔ اب اگر وہ اپنی ذاتی شعور اور بصیرۃ سے اپنے ایمان میں قوت پاتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حق پر نہیں سمجھتے تو پھر کونسا امر ہے جو ان کو اس تمنی سے روک سکتا ہے؟ وہ اتنا ہی عذر کریں کہ اس میدان میں نہ نکلنے سے **لا یتمنونہ ابدًا** کی پیشگوئی پورا کرنے والے ٹھہریں گے مگر آخر خدا تعالے کی ہی باتیں سچی اور لا تبدیل ہوتی ہیں یہی سچ ہے کہ وہ کبھی **الموت** کی تمنی نہ کریں گے کیونکہ

واللہ علیم بذات الصدور۔

قل ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملاقیکم۔

اللہ تعالے **صدور** (مراکز قوی) کا عالم ہے۔ مگر یاد رکھیں کہ یہ بھی مباہلہ ہی ہے مقابلہ جو کرتے ہیں اس مقابلہ میں مباہلہ کا رنگ موجود ہوتا ہے اس لیے وہ موت جس سے بھاگتے ہیں اسی سے مخالف ہلاک ہوتے ہیں

ثم تردون الی عالم الغیب

پھر عالم الغیب کے حضور جاؤ گے اور وہاں بھی عذاب ہوگا۔ اور یہ اربعہ متناسبہ کے قاعدہ کی رو سے صحیح ثابت ہے کیونکہ جب اس جہان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق وہ معذب ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق وہ اس جہان میں بھی معذب ہوں گے۔

اب اس قوم کا فیصلہ کرکے اللہ تعالے صرف مومنوں کو مخاطب کرتا ہے یا بہ تغیر الفاظ یوں کہو کہ **اخرین منہم لما یلحقوا بہم** کی مصداق قوم کو مخاطب کرتا ہے۔ اور پہلے اس قوم کا ذکر کیا کہ جنھوں نے **تشابہ بالیہود** کیا۔

اخرین منہم لما یلحقوا بہم کے مصداق گروہ کو مخاطب کرکے فرماتا ہے **یا ایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ** الآیہ یعنی اے مومنو! جب تم نماز کے لیے جمعہ کے دن پکارے جاؤ تو اللہ کے ذکر کی طرف کوشش کرکے چلے آؤ۔ **ذالکم خیر لکم** یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

میں نے ابھی کہا ہے کہ یہ آیت **اخرین منہم لما یلحقوا بہم** کے نیچے ہے اور یہ بالاتفاق مانا گیا ہے کہ وہ مسیح موعود و مہدی مسعود کا زمانہ ہے کھلے الفاظ میں یوں کہتا ہوں کہ یہ قوم ہماری قوم **احمدی قوم** ہے اور ہمکو اللہ تعالے مخاطب کرکے فرماتا ہے۔

مسیح موعود کا زمانہ بھی حقیقت میں ایک **جمعہ** ہے۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش کی تکمیل جمعہ کی آخری ساعت میں ہوئی تھی۔ اسی طرح یہ ضروری تھا کہ **آدم ثانی** کی بعثت بھی جمعہ ہی کہلاوے۔ اور جس طرح جمعہ کے دن باقی آئمہ کو معطل کر دیتا ہے اور مسلمانوں کو ایک مسجد میں جمع کرکے ایک ہی **امام** کے تابع کر دیتا ہے مسیح موعود کا نام **امامکم منکم** اسی لیے رکھا گیا ہے اور **حکم** بھی اسی واسطے رکھا گیا ہے۔ یہ باتیں میں محض خوش اعتقادی کی بنا پر نہیں کہتا بلکہ میں یقین رکھتا ہوں

اور اللہ نے جہاں تک مجھے سمجھایا ہے وہ یا اس نے آپ سمجھایا ہے قرآن شریف اسی مطلب کو ادا کرتا ہے اور قرآن شریف نے اس آیت میں **نفخ فی الصور فجمعنا ہم جمعا** میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے یہی وجہ ہے کہ آیت **اخرین منہم لما یلحقوا بہم** کو سورہ جمعہ ہی میں اللہ تعالے نے رکھا ہے۔

غرض مسیح موعود کا زمانہ ایک روحانی جمعہ ہے اور **یا ایہا الذین امنوا** سے مراد یہی قوم ہو سکتی اور ہے جو مسیح موعود کو ماننے والی ہے اگرچہ عام طور پر عام مسلمان بھی اس حکم کے نیچے ہیں لیکن جو باوجود مسلمان اور مومن کہلانے کے مسیح موعود کا انکار کرتے ہیں وہ دراصل قرآن شریف کی اس آیت کے مصداق ہیں **یؤمنون ببعض الکتب و یکفرون ببعض** ہیں میں یقینی طور پر سچا مصداق اس آیت کا انہیں لوگوں کو مانتا ہوں جو کل قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں اور عملی یا اعتقادی طور پر کسی حصہ کا انکار نہیں کرتی ہیں۔ غرض اللہ تعالی مومنوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ تم ذکر اللہ کی طرف چلے آؤ۔

صلوۃ کیا ہے؟ اس کا جواب خود اللہ تعالے نے اپنی پاک کتاب میں دیا ہے ان **الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر** نماز تمام بے حیائیوں اور بدکاریوں سے روکتی ہے پس اگر نماز پڑھ کر بھی بے حیائیاں اور بدیاں نہیں رکتی ہیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ ابھی تک نماز اپنے اصل مرکز پر نہیں اور وہ سچا مفہوم جو نماز کا ہے وہ حاصل نہیں ہوا۔ اس لیے میں تم سب کو جو یہاں موجود ہیں مخاطب کرکے کہنا چاہتا ہوں کہ تم اپنی نمازوں کا اسی معیار پر امتحان کرو۔ اور دیکھو کہ کیا تمہاری بدیاں دن بدن کم ہو رہی ہیں یا نہیں۔ اگر نسبتاً انہیں کوئی فرق واقع نہیں ہوا تو پھر یہ خطرناک بات ہے۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جب جمعہ کی نماز کے لیے بلایا جاوے تو اللہ تعالے کے ذکر کی طرف آ جاؤ۔

کرنیکے مضطرب ہیں۔ اور اسی لیے ہمنے الحکم میں متعدد مرتبہ ظاہر کیا ہے کہ الحکم اور میگزین کے خریدار دونیں سے اگر کوئی الحکم کو چھوڑ کر میگزین خریدنا چاہتا ہے وہ گویا اپنی آنکھہ بند کرنی چاہتا ہے یا میگزین کو چھوڑ کر الحکم لینا چاہتا ہو تو اسیطرح وہ بھی اپنی ایک آنکھہ کو الوداع کرتا ہے میگزین الحکم کے مقاصد کی وسعت اشاعت کا ذریعہ اور الحکم میگزین کے اغراض کو پیدا کرنے کا آلہ ہے۔

اور اسی لیے کبھی ایسی ضرورت آپڑتی ہے کہ میگزین کے بعض مضامین کو الحکم میں درج کردیا جاوے جس سے ہماری ایک غرض میگزین کی عام شہرت بھی ہوتی ہے بہرحال فرقہ احمدیہ کی ترقی کے عنوان کے نیچے میگزین میں شائع کیا گیا ہے وہ کثرت اشاعت کا محتاج ہونیکی وجہسے ہم الحکم کے کالموں میں درج کرتے ہیں اور ایسا ہی جہاد کے استعمال کے متعلق جو مضمون شائع ہوا ہے اسکی اشاعت بھی ازبس ضروری ہے (ایڈیٹر)

فرقہ احمدیہ کی ترقی

گذشتہ تیس سال میں اس فرقہ نے حیرت انگیز ترقی کی ہے ۱۹۰۱ء میں اسکی تعداد صرف چند سو تک تھی مگر آج اسکا شمار ڈیڑہ لاکھ سے بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اس ترقی کے اس حصہ کا ثبوت جوان تین سال کے پہلے نصف حصہ میں ہوئی ہے کسی قدر مردم شماری کے کاغذات سے مل سکتا ہے اگرچہ وہاں بھی پوری تعداد اسوقت کے مطابق درج نہیں ہوسکی جس کی وجہ یہ ہوئی کہ مردم شماری کا کام شروع ہونے کے بعد وہ اشتہار جاری کیا گیا جسکی رو سے اس فرقہ کا نام احمدیہ فرقہ رکھا گیا ہے اور اس سے پہلے اس فرقہ کا نام کوئی مخصوص نہیں کیا گیا تھا۔ اس واسطے سب لوگ جو اس فرقہ کے پیرو تھے اس نام سے مطلع نہ ہوسکے۔ احاطہ بمبئی کی مردم شماری کی رپورٹ (ہندوستان کی مردم شماری ۱۹۰۱ء جلد ۹ بمبئی حصہ اول) سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف علاقہ بمبئی میں اس فرقہ کی تعداد **۱۰۸۷** تھی مگر فرقہ احمدیہ کا بہت بڑا حصہ پنجاب میں ہے جہاں سب سے زیادہ مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ قبول ہوئی ہے اور بسبب نزدیکی کے لوگ زیادہ فائدہ اٹھا سکے ہیں۔ پنجاب میں اسکی حیرت انگیز ترقی ہم کسی دوسرے موقعہ پر بیان کرینگے بالفعل ہم بمبئی کی مردم شماری کی رپورٹ میں سے وہ حصہ نیچے نقل کرتے ہیں جس میں افسر مردم شماری نے اس فرقہ کی نسبت اپنی رائے ظاہر کی ہے۔

"اس فرقہ کے بانی میرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ہیں، اور انھوں نے کوشش کی ہے کہ اس مردم شماری میں اُن کے پیرووں کی تعداد پوری پوری معلوم ہوجاوے۔ ان کا دعوی ہے کہ میں مسیح ہوں اور اپنے فرقہ کے خاص اصولوں کو انھوں نے ایک اشتہار میں بیان کیا ہے جو مردم شماری کی کارروائی کے ابتدا میں ہمیں پہونچا ہے۔ مختصر طور پر یہ اصول اسطرح پر بیان کیے جاسکتے ہیں۔ اشتہار کے الفاظ میں اس فرقہ کی خاص علامت یہ ہے کہ وہ نہ صرف جہاد کو موجودہ حالت میں ہی رد کرتا ہے بلکہ آیندہ بھی کسی وقت اس کا منتظر نہیں ہے۔ مذہب کے پھیلانے کے خاطر خون بہانے کو یہ فرقہ قطعًا ممنوع سمجھتا ہے" اس کے بعد اس فرقہ کا بانی اپنے درمیان بحیثیت مسیح یا امام ہونے کے اور عیسویت کے بانی کے درمیان ایک مماثلت قائم کرتا ہے اس کا دعوی ہے کہ ان کی آمد کی پیشگوئی پہلے سے کیگئی تھی اور ان کا منشا یہ ہے کہ صلح اور آشتی کی بنا ڈالیں۔ اپنے مریدوں کے لیے بعض اعلے درجہ کے اصول چال چلن کے قائم کیے وہ بیان کرتے ہیں کہ کیوں اس فرقہ کا نام احمدیہ فرقہ رکھا گیا۔ ان کا بیان ہے کہ پیرانِ طریقت یعنی (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کے دو نام تھے ایک **محمد** (صلے اللہ علیہ وسلم) جو کہ جلالی نام تھا اور جس میں آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کی کامیابیوں کی طرف اشارہ تھا اور دوسرا **احمد** (صلے اللہ علیہ وسلم) جو جمالی نام تھا جس میں اشارہ اس صلح اور اخوت کیطرف تھا جو آپ کے ذریعہ دنیا میں پھیلنی تھی۔ جہاد کی تعلیم اور مذہب کے نام سے ہر قسم کی خونریزی کو مردود ٹھہراکر امام یہ بیان کرتا ہے کہ اسکا اور اس کے فرقہ کا نام احمدیہ ہے اس فرقہ کی ترقی کا آیندہ مردم شماریوں میں خیال رکھا جانا چاہیے اور پرانے مسلمانوں کے لیے اس کی ترقی کسی قدر دلچسپی کا باعث ہوگی۔ اشتہار سے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ بانی کی وفات کے بعد جانشین کا کیا انتظام کیا گیا ہے۔"

لیکن یہ ترقی بمقابلہ اس عظیم الشان ترقی کے جو گذشتہ سال کے آخری حصہ میں اس فرقہ نے کی ہے بہت ہی کم ہے جیسا کہ ایک طرف طاعون کے خطرناک حملوں سے پنجاب کی عام مردم شماری میں کمی آگئی ہے فرقہ احمدیہ کی تعداد بڑے زور کے ساتھ بڑھتی گئی ہے۔ کیونکہ لوگوں نے تجربہ سے دیکھہ لیا ہے کہ طاعون سے بچاؤ کی صرف ایک ہی صورت انہیں نظر آئی ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو قبول کرلیا جاوے۔ اسلیے طاعون کی ترقی کے ساتھہ جوق در جوق لوگ جماعۃ احمدیہ میں داخل ہوتے گئے ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

ضروری اطلاع احمدیوں کو اور اُن سے التفات اور توجہ کی درخواست

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کو کالج بنایا جاتا ہے

جا بجا مدرسے ہیں کوئی مڈل تک ہے کوئی انٹرنس تک۔ پھر کس امر اور کس ضرورۃ نے ہمیں اسطرف توجہ دلائی کہ قادیان میں بظاہر اُسی نقش اور نمونہ کا مدرسہ ہم بھی جاری کریں۔ اگر ہمارا اصلی مقصد کوئی اور شئے نہ تھی اور اُسے ہمنے حاصل نہیں کرلیا اور آئیندہ ہماری آنکھوں کے سامنے دلونکو خوش کرنے والا اور حوصلونکو بڑھانے والا منظر پیدا نہیں ہوگیا۔ تو ہمنے بھی وہی کام کیا جو عام طالبان دنیا کر رہے ہیں۔ ہم ایک قوم ہیں اور بحمد اللہ دنیا کے ہر ملت و مذہب سے بالکل الگ اور ممتاز قوم ہیں ان معنوں کے لحاظ سے کہ ہمارا شعار اور ایمان ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنا۔ ہمارا امام خدا کا صادق اور برگزیدہ خلیفہ مسیح موعود (صلوات اللہ وسلامہ علیہ و علی متبوعہ) پہلا اور لاشریک شخص ہے اس امر میں کہ اُس نے اس دور میں جس میں دنیا کو خدا بنا یا گیا ہے بیعت میں مومنوں کے لیے یہ پاک اور مبارک فقرہ رکھا اور ہر ایک منہ سے شہادتین کے اقرار کے بعد کہلوایا کہ **میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔**

پھر اس لحاظ سے مدرسہ تعلیم الاسلام کو جاری کرکے ہمنے کوئی خصوصیت اور امتیاز پیدا نہیں کیا تو ہمنے اُس عہد کو پورا نہیں کیا جو ہمنے خدا تعالیٰ کے سامنے اُس کے بندہ کے یا خود اُس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر کیا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے اور تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ہم جسقدر شکر کریں کم ہے کہ ہم اُس اصلی مقصود کے حاصل کرنے میں جو اس مدرسہ کے جاری کرنے سے ہمارے پیش نظر تھا ایک حد تک کامیاب ہوگئے ہیں۔ اس لباس میں ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہم قوم کے بچوں کو جو ہنوز مصفا اور بے نقش لوح کی مانند ہیں اپنے قابو میں لائیں اور شروع ہی سے اُن مقدس اور الٰہی سلسلہ میں اُنکی تربیت کے وسائل پیدا کریں۔ اس لیے کہ بچپن کی معصوم زندگی آغاز میں جس نقش کو اپنی لوح اعتقاد اور وسوسہ سے پاک تختی پر مرتسم کرلے اُسے زمانہ کے فتنہ سیلاب اور ابلیسی ناخن نہ دھو سکتے ہیں اور نہ کسی طرح چھیل سکتے ہیں۔

ہم صحیح اور پختہ تجربہ اور سچے استقرا سے اس نتیجہ پر پہونچے تھے کہ ایک بھی مدرسہ ایسا نہیں جو قوم کے بچوں کو اُس مبارک اُسوہ پر نشوونما دینے کا متکفل ہو جسے خاتم النبین رحمۃ للعالمین (علیہ الصلوۃ والسلام) نے قائم کیا اور جسکی اتباع کے بغیر خدا تعالیٰ کے رضوان اور جنت و خوشنودی کا سرٹیفکٹ نہیں مل سکتا۔ کُل مدرسے اور کالج بلا استثنا مقصود بالذات دنیا کو رکھتے اور محض دنیا پرست قوموں کے نقش قدم پر چلنے اور چلانے کو قومی ترقی سمجھتے ہیں۔ ان مدرسوں کی در و دیوار سے ان کے تربیت یافتوں کی زبانوں اور دلوں سے لگا تار آوازیں آتی اور راست بازوں کے دل کو دکھاتی ہیں کہ دنیا سب چیزوں پر مقدم ہے۔

کیا ہمنے بھی قادیان میں لڑکوں کو وہی چند کتابیں ہی پڑھادیں یا بیگانہ وار وعظوں کے روکھے پھیکے جملے اُن کے سامنے پیش کیے۔ اگر ہماری قدرۃ کی رسائی اسی حد تک ہوتی تو ہم بھی ویسے ہی بیسود کام کرنے والے ہوتے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے ہمیں خاص خصائص سے شرف امتیاز بخشا جنمیں روئے زمین کے مسلمانوں میں سے کوئی طبقہ اور مشرب ہمارا شریک نہیں۔ سب سے بڑی اور قابل قدر تحریک جو ہمنے معصوم فطرۃ اور اثر پذیر بچوں کے آگے پیش کی وہ خدا تعالیٰ کے مقدس مسیح کا مبارک وجود ہے جو اپنے ایمان اور عمل سے ہو بہو وہی اُسوہ اور نمونہ ہے جس کے اتباع کے لیے قرآن کریم آیا۔ سوچنے والے سوچیں اور غیرتمند خوب فکر کریں کہ کسقدر خوش نصیب وہ والدین ہیں جن کے بچوں کی آنکھوں کو یہ شرف ملے کہ زندگی کے رنگا رنگ اور پر ابتلا نظارہ گاہ میں وا ہوتے ہی اُن کے سامنے وہ مبارک اور فرخندہ چہرہ آجائے جو خدا تعالیٰ کی بھی خلافت اور بے عیب صورۃ ہے۔ ہمارے مدرسے کے لڑکے خدا کے مسیح کو دیکھتے ہیں آپکی تقریریں کو سنتے ہیں۔ آپ کے پاک نمونہ کو مشاہدہ کرتے ہیں۔ اسی ایک امر کو اگر ہم بڑی تفصیل سے بیان کرنا چاہیں تو اس صفحہ سے اسکا پورا حق ادا ہو جائے گا کہ خدا کے خلیفہ کو دیکھتے ہیں تو سبھی کچھہ دیکھتے ہیں۔

دوسری بات اور لاشریک خصوصیت یہ ہے کہ ہم ہر روز باقاعدہ عصر کے بعد لڑکوں کو حضرت **مولوی نورالدین** صاحب کے درس قرآن مجید میں شامل ہونے کی عزۃ دیتے ہیں۔ یہ بھی ایسی نعمت ہے کہ کوئی ملک اور شہر اس میں ہمارا شریک نہیں۔

ان سب باتوں اور نمونہ کا یہ اثر اور نتیجہ ہے کہ مڈل اور انٹرنس کے اکثر لڑکے دین کی پابندی اور سلسلہ حقہ احمدیہ کی نسبت سچی غیرت اور عصبیت رکھتے اور اُمید دلاتے ہیں کہ وہ دنیا کے لیے نیک نمونہ ہوں۔ میری فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ میں بہت جلد کسی شخص کیطرف مائل اور کسی بات کا گرویدہ نہیں ہوتا۔ اگر میں صحیح تجربہ اور بصیرت سے لڑکوں میں آثار رشد وسعادت محسوس نہ کرتا تو میں قوم کو دھوکا دینے کا مجرم ہوتا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ بعض لڑکوں کی غیرت اور پابندی اور انکا عاشقانہ آنکھوں سے حضرت خلیفۃ اللہ کے چہرہ مبارک کو ساری نشست میں دیکھتے رہنا میرے لیے باعث رشک ہوتا ہے۔ وہ اپنے کھیلوں اور بچپنے کے دلگی کے سامانوں سے الگ ہوکر سب سے پہلے مسجد میں حاضر ہونیکی کوشش کرتے ہیں اس لیے کہ صف اول میں جگہ لیکر خلیفۃ اللہ کے بہت قریب بیٹھ سکیں۔

غرض لڑکوں کی اس خوشنما اور امید افزا حالت کو دیکھکر جو انٹرنس کی منزل میں پاؤں رکھنے کے ساتھ اُن میں پیدا ہوگئی مدرسہ کے کارکنوں کے دل میں یہ خیال باحوصلہ پیدا ہوا اور غور و فکر کے بعد ارادہ نے عزم کی صورت پکڑلی کہ مدرسہ کو کالج بنایا جائے۔ اس لیے کہ انٹرنس تک ابھی بہت خام اور ناتمام عمر اور تجربہ ہوتا ہے اور اگر دو برس ایف اے کی تقریب سے اور اگر خدا چاہے تو دو برس اور بی اے کی تحریک سے اور ایک سال اور ایم اے کی وساطت سے ہمارے پاس رہ سکیں تو پھر خاصے عمر رسیدہ تجربہ کار قوی دل اشداء ہوکر یہاں سے نکلیں گے۔ سردست تو کالج ایف اے تک ہوگا اور یہ بھی سب ارادہ و مدار توکل پر۔ ورنہ حق تو یہ تھا کہ آغاز ہی میں پورا کالج بنایا جاتا۔ ممکن ہے کہ بعض لوگ اس کارروائی کو جلد بازی پر محمول کریں اور جوش سے کہدیں یا رائے دیں کہ ابھی وقت قلت سرمایہ کے سبب سے اس امر کا مقتضی نہیں کہ کالج جاری کیا جائے۔ مگر اس رائے زنی میں وہ خود جلد باز اور عجلت کرنے والے ٹھیرینگے۔ اسلیے کہ انٹرنس تک محدود کر دینے میں مدرسہ کی وہ غرض پوری نہیں ہوتی یا آخر کار اُس کے نابود ہو جانیکا اندیشہ ہے جو ہمیں اس کار خیر کی محرک ہوئی ہے

ابتدائی عمر کے جوش فوری جوش اور سفلیات کے سے ابال ہوتے ہیں۔ عمر کی لمبی رفتار میں اور دنیا کے ہر امتحان اور پر فتنہ نظاروں اور کاموں میں بینا اور نجات ان میں سرد ہی آجاتی اور ہر وقت امکان رہتا ہے کہ بالعرض یہ تحریک اپنا کام کر لے۔ مگر کالج کی پختگی سے نکل کر ایک عمدہ پختگی اور مضبوط بصیرت رفیق طریق ہو جاتی ہے اور یقین مربیوں کے دلوں میں بھر جاتا ہے کہ ان کے برسوں کے اندوختہ اور محنت پر کسی بد معاش کا ہاتھ نہیں پڑ سکے گا۔ غرض یہ تو بالکل عین مصلحت اور طے شدہ بات ہے کہ کالج ہو جب ہمارا مقصود پورا ہوتا ہے اور کالج کی تجویز پختہ بھی ہو گئی اور امید ہے کہ آئندہ مئی سے جاری بھی ہو جائے۔ مگر

خدا تعالیٰ کی توفیق سے قوم کا یہ کام ہے کہ اس نیک کام میں دل کھول کر شریک ہوں۔ کالج کھولنے سے ایک سال تک تو کوئی زائد خرچ نہیں پڑے گا۔ مولوی **محمد علی** صاحب **ایم اے** ریاضی پڑھائیں گے۔ اور وہ ریاضی میں مسلم ہیں۔ ماسٹر **شیر علی** صاحب **بی اے** جو انگلش میں بالخصوص قابل ہیں انگریزی پڑھائیں گے۔ حضرۃ مولوی **نور الدین** صاحب باقاعدہ ایک گھنٹہ کالج میں دینیات کے معلم ہوں گے۔ اور خاکسار **راقم** بھی ایک گھنٹہ باقاعدہ عربی کی تعلیم دیگا اور یہ تینوں معلم بلا کسی دنیوی اجرۃ کے کالج کو مدد دیں گے۔ اور دوسرے سال صرف پچاس روپے کا زیادہ بار ہوگا۔ اگر مدرسہ کی امداد میں وہی پہلا جوش ہوتا جو ایک عرصہ تک قائم رہا تو اتنی ہی امداد اور آمدنی ایف اے تک کالج بنانے میں بھی کافی تھی مگر افسوس بہت لوگوں نے بے توجہی کی اور ان کے جوشوں میں سردی پیدا ہو گئی۔ بہت سے شہر ہیں کہ ان سے کچھ بھی امداد اب تک مدرسہ کو نہیں پہنچی اور بعض ایسے ہیں کہ ان سے ناقابل اعتناء امداد ملتی ہے۔ سیالکوٹ اور لاہور دو شہر ہیں جنہوں نے اس کام میں پوری فیاضی سے حصہ لیا ہے اور ایک معقول رقم ماہ بماہ انکی طرف سے مدرسہ کو ملتی ہے۔ مگر اکثر شہر بعض غلط فہمیوں یا ناعاقبت اندیشی کے سبب سے اسکی طرف سے پہلو تہی کیے بیٹھے ہیں۔ اور وہ اس طرح روا رکھتے ہیں کہ مدرسہ کو خدانخواستہ کوئی صدمہ پہنچے اور اعدائے ملت کو شماتت کا عمدہ موقع ملے ہر ایک شخص کو خوب ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ یہ مدرسہ حضرت کا مدرسہ ہے اور ان کے حکم سے جاری کیا گیا ہے اور اس کی شکست کی فکر آخر کار سوچ لینا چاہیے کس کی ہمت اور فتنہ پر پڑتی ہے

اس اعراض اور غفلت قوم کا یہ نتیجہ ہے کہ پچھلے مہینہ کی تنخواہ قرض لیکر دی گئی۔ کیا اتنی اطلاع غیرت مند قوم کو چونکا دینے کے لیے کافی نہیں۔ کیا وہ برداشت کر سکیں گے کہ ان پر غیظ احزاب کو جو ہمارے استیصال پر ٹڈی دل کی طرح جمع ہو گئے ہیں پہلا موقع خوشی منانے کا دیں۔ امید ہے کہ خدا کی برگزیدہ جماعت سچی اتفاق اور مشکور سعی سے ایک دفعہ اٹھ کھڑی ہوگی اور یکمشت چندہ اور باترتیب اور باقاعدہ چندہ سے مدرسہ اور کالج کی امداد کا ثواب لیگی۔ جو لوگ ابتک شریک نہیں ہوئے وہ بھی شریک ہو جائیں خواہ بہت ہی خفیف رقم دیں۔ اور شہروں کے لوگ ان تمام بھائیوں کو بھی شامل کرنے کی کوشش کریں جو دیہات میں رہتے اور ضروریات قوم سے ناواقف ہیں۔ اکثر شہروں میں ایسے عالی ہمت اور کارکن افراد ہیں جو اس کام کا بیڑا اٹھا سکتے اور بخوبی نبھا سکتے ہیں۔ لاہور میں حکیم **محمد حسین** صاحب قریشی۔ کپورتھلہ میں منشی **محمد خان** صاحب اور منشی اروڑا صاحب۔ سیالکوٹ میں **میر حامد شاہ** صاحب۔ ماسٹر غلام محمد صاحب۔ گوجرانوالہ میں منشی **احمد دین** صاحب اپیل نویس وزیر آباد میں شیخ نیاز احمد صاحب۔ شیخ محمد جان صاحب۔ جہلم میں سیٹھ احمد الدین صاحب۔ منشی محمد حسن صاحب رہتاسی۔ راولپنڈی میں حکیم شاہ نواز خان صاحب۔ پشاور میں خواجہ کمال الدین صاحب۔ مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار۔ امرتسر میں ڈاکٹر عباد اللہ صاحب۔ نبی بخش صاحب رفوگر۔ اسی طرح حیدر آباد دکن میں اور ہر ایک شہر میں سر برآوردہ اور چیدہ احمدی اس کام کو اپنا فرض سمجھ لیں۔ غرض سب سے اول اور بہت جلد مدرسہ کو جانکاہ فکر سے سبکدوش کریں اور کالج کے لیے عزم صمیم سے خط مستقیم پر قدم اٹھائیں۔ امید ہے کہ ہماری یہ جس وثوق سے قوم کے آگے ہاتھ پھیلا رہی ہیں انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوں گی۔ اور ہمیں اچھا موقع ملیگا کہ کچھ عرصہ کے بعد ہم ایک اور مضمون میں احمدیوں کی سرگرمی اور تعاون کا نمونہ غیروں کے آگے پیش کر سکیں

اے ارحم الراحمین سمیع بصیر مولیٰ تو خود ان دردمندانہ فقروں کو پہلے قبول فرما اور پھر قوم کے دلوں میں انہیں جگہ دے کہ ساری توفیق تجھ ہی سے اور تیرے ساتھ ہیں۔ آمین

خاکسار عبد الکریم از قادیان۔ ۲ فروری ۱۹۰۳ء

فتح قادیان

گذشتہ اشاعت سے آگے

بخدمت جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان

خاکسار حسب دعوۃ آپ کے مندرجہ اعجاز احمدی صفحہ ۱۱ و ۲۳ قادیان میں اس وقت حاضر ہے جناب کی دعوۃ قبول کرنے میں آج تک رمضان شریف مانع رہا ورنہ اتنا توقف نہ ہوتا۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے جناب سے کوئی ذاتی خصومت اور عناد نہیں چونکہ آپ بقول خود ایک ایسے عہدہ جلیلہ پر ممتاز و مامور ہیں جو تمام بنی نوع کی ہدایت کیلیے عموماً اور مجھ جیسے مخلصوں کے لیے خصوصاً ہے۔ اس لیے امید ہے کہ آپ میری تفہیم **میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے** اور حسب وعدہ خود مجھے اجازت بخشیں گے کہ میں مجمع میں آپ کی پیشگوئیوں کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کروں میں مکرر آپ کو اپنے اخلاص اور صعوبت سفر کی طرف توجہ دلا کر اس عہدہ جلیلہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے ضرور ہی موقع دیں

۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء

ابو الوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ از قادیان

جواب حضرۃ اقدس کی طرف سے

از طرف عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و اید

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ آپ کا رقعہ پہنچا اگر آپ لوگوں کی صدق دل سے یہ نیت ہو کہ اپنے شکوک و شبہات پیشگوئیوں کی نسبت یا ان کے ساتھ اور امور کی نسبت بھی جو دعویٰ سے تعلق رکھتے ہوں رفع کرا دیں تو یہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہوگی اور اگرچہ میں کئی سال ہو گئے کہ اپنی کتاب انجام آتھم میں شائع کر چکا ہوں کہ میں اس گروہ مخالف سے ہرگز مباحثات نہیں کرونگا کیونکہ اسکا نتیجہ بجز گندی گالیوں اور اوباشانہ کلمات سننے کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا مگر میں ہمیشہ طالب حق کے شبہات دور کرنے کیلیے طیار ہوں اگرچہ آپ نے اپنے اس رقعہ میں

دعویٰ لغو کر دیا ہے کہ میں طالب حق ہوں مگر مجھے تامل ہے کہ اس دعویٰ پر آپ قائم رہ سکیں کیونکہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ ہر ایک بات کو کشاں کشاں بیہودہ اور لغو مباحثات کی طرف لے آتے ہیں اور میں خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے مباحثات ہرگز نہیں کروں گا سو وہ طریق جو مباحثات سے بہت دور ہے وہ یہ ہے کہ آپ اس مرحلہ کو صاف کرنے کے لیے اول یہ اقرار کر دیں کہ آپ منہاج نبوۃ سے باہر نہیں جائیں گے اور وہی اعتراض کرینگے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یا حضرت عیسیٰ یا حضرت موسیٰ یا حضرت یونس پر عائد ہوتا ہو اور ایسی حدیث اور قرآن کی پیشگوئیوں پر زد نہ ہو دوسری یہ شرط ہوگی کہ آپ زبانی بولنے کے ہرگز مجاز نہیں ہوں گے صرف آپ مختصر ایک سطر یا دو سطر تحریر بھی دیدیں کہ میرا یہ اعتراض ہے پھر آپ کو عین مجلس میں مفصل جواب سنایا جاوے گا اعتراض کے لیے لمبا لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ایک سطر یا دو سطر کافی ہیں تیسری یہ شرط ہوگی کہ ایک دن میں صرف ایک ہی آپ اعتراض پیش کرینگے کیونکہ آپ اطلاع دیکر نہیں آئے چوروں کی طرح آگئے اور ہم ان دنوں میں باعث کم فرصتی اور کام طبع کتاب کے تین گھنٹے سے زیادہ وقت خرچ نہیں کر سکتے۔ یاد رہے کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ عوام کالانعام کے روبرو آپ وعظ کی طرح لمبی گفتگو شروع کر دیں بلکہ آپ کو بالکل منہ بند رکھنا ہوگا جیسے صم بکم۔ یہ اس لیے کہ تا گفتگو مباحثہ کے رنگ میں نہ ہو جائے اول صرف ایک پیشگوئی کی نسبت سوال کریں تین گھنٹے میں اُسکا جواب دے سکتا ہوں اور ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپکو متنبہ کیا جائیگا کہ اگر ابھی تسلی نہیں ہوئی تو اور کچھ لکھکر پیش کرو آپکا کام نہیں ہوگا کہ اسکو سنا دیں ہم خود پڑھ لیں گے مگر چاہیے کہ دو تین سطر سے زیادہ نہ ہو اس طرز میں آپ کا کچھ حرج نہیں ہے

کیونکہ آپ تو شبہات دور کرانے آئے ہیں یہ طریق شبہات دور کرانے کا بہت عمدہ ہے میں بآواز بلند لوگوں کو سنا دوں گا کہ اس پیشگوئی کی نسبت مولوی ثناءاللہ صاحب کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا ہے اور اس کا یہ جواب ہے اسطرح تمام وساوس دور کر دیے جاوینگے لیکن اگر یہ چاہو کہ بحث کے رنگ میں آپ کو بات کا موقع دیا جاوے تو یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ چودھویں جنوری ۱۹۰۳ء تک میں یہاں ہوں بعد میں پندرہ جنوری ۱۹۰۳ء کو ایک مقدمہ پر جہلم جاؤنگا سو اگرچہ بہت کم فرصتی ہے لیکن ۱۴ جنوری ۱۹۰۳ء تک تین گھنٹے تک آپ کے لیے خرچ کر سکتا ہوں اگر آپ لوگ کچھ نیک نیتی سے کام لیں تو یہ ایک ایسا طریق ہے کہ اس سے آپ کو فائدہ ہوگا ورنہ ہمارا اور آپ لوگوں کا آسمان پر مقدمہ ہے خود خدا تعالیٰ نے فیصلہ کریگا

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

سوچکر دیکھلو کہ یہ بہتر ہوگا کہ آپ بذریعہ تحریر جو سطر دو سطر سے زیادہ نہ ہو ایک گھنٹہ کے بعد اپنا شبہ پیش کرتے جائیں گے اور میں وہ وسوسہ دور کرتا جاؤں گا۔ ایسا ہی صدہا آدمی آتے ہیں اور وسوسے دور کرا لیتے ہیں ایک بھلا مانس شریف آدمی ضرور اس بات کو پسند کریگا جسکو اپنے وساوس دور کرانے میں اور کچھ غرض نہیں لیکن وہ لوگ جو خدا سے نہیں ڈرتے انکی تو نیتیں ہی اور ہوتی ہیں بالآخر اس غرض کے لیے اب آپ اگر شرافت اور ایمان رکھتے ہیں تو **قادیان سے بغیر تصفیہ کئے خالی نہ جاویں** دو قسموں کا ذکر کرتا ہوں اول چونکہ میں انجام آتھم میں خدا تعالیٰ سے قطعی عہد کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے کوئی بحث نہیں کروں گا اس وقت پھر اسی عہد کے مطابق قسم کھاتا ہوں کہ میں زبانی آپ کی کوئی بات نہیں سنوں گا صرف آپکو یہ موقع دیا جاوے گا کہ آپ اول ایک اعتراض جو آپ کے نزدیک سب سے بڑا اعتراض پیشگوئی پر ہو ایک سطر یا دو سطر تک لکھکر پیش کریں اور جسکا یہ مطلب ہو کہ **یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور منہاج نبوۃ کی رو سے قابل اعتراض ہے** اور پھر چپ رہیں اور میں **مجمع عام** میں اسکا جواب دوں گا جیسا کہ مفصل لکھ چکا ہوں پھر دوسرے دن دوسری پیشگوئی اسی طرح لکھکر پیش کریں یہ تو میری طرف سے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس سے باہر نہیں جاؤں گا اور کوئی زبانی بات نہیں سنوں گا اور آپکی مجال نہیں ہوگی کہ ایک کلمہ بھی زبانی بول سکیں۔ اور آپکو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اگر سچے دل سے آئے ہیں تو اس کے پابند ہو جائیں اور ناحق فتنہ و فساد میں عمر بسر نہ کریں اب ہم دونوں میں سے ان دونوں قسموں سے جو شخص اعراض کرے گا اُس پر **لعنت** ہو اور خدا کرے **کہ وہ اس لعنت کا پھل بھی اپنی زندگی میں دیکھ لے** آمین۔ سو میں اب دیکھونگا آپ سنت نبوی کے مطابق اس قسم کو پورا کرتے ہیں یا **قادیان سے نکلتے ہوئے اس لعنت کو ساتھ لیجاتے ہیں** اور چاہیے کہ اول آپ مطابق اس قسم مؤکدہ کے آج ہی ایک اعتراض دو تین سطر کا لکھکر بھیج دیں اور پھر وقت مقرر کر کے **مسجد میں مجمع** کیا جاوے گا اور آپکو بلایا جاویگا اور عام مجمع میں آپ کے شیطانی وساوس دور کر دیے جائیں گے۔ ۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء

مرزا غلام احمد عفی عنہ (مہر)

مولوی ثناء اللہ کا خط

اما بعد خاکسار ابو الوفا ثناءاللہ بخدمت مرزا غلام احمد صاحب آپ کا طولانی رقعہ مجھے پہونچا مگر افسوس کہ جو کچھ تمام ملک کو گمان تھا وہی ظاہر ہوا۔ جناب والا جب کہ میں آپکی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی صہ ۱۱ و ۲۳ حاضر ہوا ہوں اور صاف لفظوں میں رقعہ اولے میں اُنہی صفحوں کا حوالہ دے چکا ہوں تو پھر اتنی طول کلامی جو آپ نے کی ہے بجز العادۃ طبیعۃ ثانیۃ کے اور کیا معنی رکھتی ہے جناب من کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اعجاز احمدی کے صفحات مذکورہ پر تو اس نیاز مند کو تحقیق کے لیے بلاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ جس (خاکسار) آپکی پیشگوئیوں کو جھوٹی ثابت کردے تو فی پیشگوئی مبلغ سو روپیہ انعام لوں اور اس رقعہ میں آپ مجھکو ایک دو سطر لکھنے کے پابند کرتے اور اپنے لیے تین گھنٹے تجویز کرتے ہیں۔ تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ بھلا یہ کیا تحقیق کا طریق ہے کہ میں تو ایک دو سطریں لکھوں اور آپ تین گھنٹے تک فرماتے جائیں اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آپ مجھے دعوت دیکر پچھتا رہے ہیں اور اپنی دعوت سے انکار رہے ہیں اور تحقیق سے اعراض کرتے ہیں جسکی بابت آپنے مجھے تمام پیر دعوت کی ہے۔ جناب والا کیا ایک دو سطر کے لکھنے کے لیے آپنے مجھے در دولت پر حاضر ہونے کی دعوت دی تھی جس سے عمدہ میں امرتسر ہی میں بیٹھا ہوا کر سکتا تھا اور کر چکا ہوں مگر چونکہ میں اپنے سفر کی صعوبت کو یاد کر کے بلا نیل مرام واپس جانا کسی طرح مناسب نہیں جانتا اس لیے میں آپ کی اس بے انصافی کو بھی قبول کرتا ہوں کہ میں دو تین سطریں ہی لکھوں گا اور آپ بلا شک تین گھنٹے تقریر کریں۔ مگر اتنی اصلاح ہوگی کہ میں اپنی دو تین سطریں مجمع میں کھڑا ہوکر سناؤں گا

اور پھر ایک گھنٹہ کے بعد تین سطریں لکھکر پانچ نہایت دس منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت رائے ظاہر کروں گا۔ چونکہ مجمع عام آپ پسند نہیں کرتے اس لیے فریقین کے محدود آدمی ہوں گے جو پچیس پچیس سے زائد نہ ہوں گے۔

آپ میرا بلا اطلاع آنا چوروں کی طرح فرماتے ہیں کیا مہمانوں کی خاطر اسی کو کہتے ہیں۔ اطلاع دینا آپنے شرط نہیں کیا تھا۔ علاوہ اس کے آپکو آسمانی اطلاع ہو گئی ہوگی۔ آپ جو مضمون سنائیں گے وہ اسی وقت مجھکو دیدیجیے گا۔ کارروائی آج ہی شروع ہو جائے آپ کے جواب آنے پر میں اپنا مختصر سا سوال بھیجدوں گا باقی لعنت کی بابت وہی عرض ہے جو حدیث میں موجود ہے۔

ابو الوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ از قادیان۔

۱۱ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

جواب الجواب حضرۃ اقدس کیطرف سے

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ آپکا رقعہ حضرۃ اقدس امام الزمان مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں سنا دیا گیا چونکہ مضامین اس کے محض عناد اور تعصب آمیز تھے جو طلب حق سے بعد المشرقین کی دوری اس سے ظاہر ہوتی تھی۔ لہذا حضرت اقدس انجام آتھم میں اور نیز اپنے خط مرقومہ جواب رقعہ سامی میں مستکلم لکھا چکے ہیں اللہ اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکے ہیں کہ مباحثہ کی شان سے مخالفین سے کوئی تقریر نہ کرینگے خلاف معاہدہ الٰہی کے کوئی ماموربن اللہ کیونکر کسی فعل کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ طالب حق کے لیے جو طریق حضرۃ اقدس نے تحریر فرمایا ہے، کیا وہ کافی نہیں۔ لہذا آپ کی اصلاح جو بطرز نشان مناظرہ آپنے لکھی ہے۔ وہ ہرگز منظور نہیں ہے۔ اور یہ بھی منظور نہیں فرماتے ہیں کہ جلسہ محدود ہو بلکہ فرماتے ہیں۔ کہ کل قادیان وغیرہ کے اہل الرای وغیرہ مجتمع ہوں تاکہ حق و باطل سب پر واضح ہو جاوے والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

خاکسار محمد احسن بحکم حضرۃ امام الزمان علیہ السلام

گواہ شد	گواہ شد۔
محمد سرور	ابو سعید عفی عنہ

مندرجہ بالا خط و کتابت اگرچہ ناظرین کو خود ایک عجیب موقع اصل نتیجہ پر پہنچنے کا دیتی ہے مگر ہم اپنی جگہ امور تنقیح طلب پر انشاء اللہ بحث کرکے دکھائیں گے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس معاملہ میں کہانتک تقوی اور حیا نرمی سے کام لیا ہے۔ باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

(ایڈیٹر)

ناظم ندوہ سے خط و کتابت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یا اُن سنیوں کا اسلام جو عیسیٰ مسیح کو بعض پرندوں کا خالق اور غیب دان اور محی وفدیہ سمجھتے ہیں اور اسی جسم خاکی کے ساتھ لاتغیر بہ یہ زندہ خلاف سنتہ اللہ مانتے ہیں اور اسطرح اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں شریک کرتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ سوا مسیح اور مسیح کی ماں کے کوئی بھی پیدایش کے وقت مس شیطان سے محفوظ نہیں رہا چاہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیوں نہ ہوں اور اسطرح افضل الانبیاء کی کسر شان کرتے ہیں۔ اور یہ بھی مانتے ہیں کہ مسیح کے ساتھ روح القدس ہمیشہ رہتا تھا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ امی وابی) کے ساتھ ہمیشہ نہیں رہتا تھا اور ان باتوں سے اپنے دریم کو جو کشمیر جنت نظیر کی خاک میں مدفون ہے آسمان پر چڑھاتے ہیں اور عیسائیوں کو اُن کے شرک میں مدد دیتے ہیں یا نیچریوں کا اسلام کہ خدا کو جو کرنا تھا وہ کر چکا اب وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اُسکا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ وہ کسی دعا کرنیوالے کی دعا نہیں سنتا۔ اور فرشتہ کوئی وجود خارجی نہیں۔ جبرئیل ایک قوت ہے جو ملکہ نبوۃ کہلاتا ہے۔ خدا تعالیٰ پکارنے والے کو جواب نہیں دیتا گو کتنا ہی مجاہدہ کرے ناک رگڑتے رگڑتے مرکیوں نہ جائے شارع اسلام کی کتنا ہی احترام کرے۔ اپنی کیسی ہی تبدیلی کیوں نہ کرے خدا اسکو کبھی اپنے مکالمہ سے مستفیض نہیں کرتا اور اگر کچھ ہونا تھا تو وہ ہو چکا اب رونا چلانا کام نہیں آتا اور وہ ہرگز جواب دینے والا نہیں۔ وہ خدا جو کبھی بولا کرتا تھا اب اسمیں تکلم کی قوۃ نہیں۔ اب مسلمانوں اور عام انسانوں کی کیسی ہی حالت خراب ہو جائے۔ انکی دینی حالت کیسی ہی بگڑ جائے اور ان کے عقائد کیسے ہی فاسد ہو جائیں وہ دنیا میں کتوں سوروں کی طرح کیوں نہ ہو جائیں اب کوئی آسمانی مزکی اور نور خدا کی طرف سے آنے والا نہیں جو انکو تاریکی سے نور کیطرف لے جائے اور ناپاکی سے پاک کرے۔ یا غیر مقلدوں کا اسلام کہ حضرت موسیٰ کے پیرو نبی اور رسول ہوئے نکلے اور اُنپر وحی آتی تھی انکے ذریعہ سے خدا کا کلام لوگوں کو پہونچتا تھا۔ بہت سے اڑے وقتوں میں خدا کی طرف سے خدا کی جماعت کو تسکین آتی تھی۔ حضرت موسیٰ کے زندہ نشان دکھلانے کے لیے موسیٰ کی اُمت میں اکثر افراد موجود رہتے تھے۔ لیکن اُمت محمدیہ کے لیے یہ ردّدیا کہ یہ سب کچھ نہیں ہوتا۔ کوئی مرد ہمارا زندہ ثبوت دکھلانے والا نہیں۔ انکے غلاموں کے نصیب میں یہ درجات ہیں ہی نہیں۔ خدا کا یہ دعا تعلیم کرنا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم بالکل یوں ہی ہے۔ شاید بہلانے کے لیے ہے ورنہ اس کا ثبوت خارجی کبھی نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور اس اُمت میں کسی زمانہ میں کوئی مزکی آویگا بھی تو وہ حضرت موسیٰ کا خلیفہ ہوگا۔ یا خارجیوں کا اسلام اشاعت ہوگا۔ غرض کونسا اسلام اشاعت کیا جائے گا اور کونسی دین داری وغیرہ کی تعلیم دیجائیگی؟ کیا ندوہ کے علما جو مختلف گروہوں کے علما ہیں آپسمیں حساب رسدی تقسیم کرلیں گے۔

نمبر ۵۔ دار الافتا سے فتوی دریافت کرنیوالوں کو کس قسم کا جواب دیا جائے گا؟ کیا حق اور حقیقت کے مطابق ہوگا یا ہر ایک شخص کو اُس کے فرقہ کے اصول مسلمہ کے مطابق؟ اگر حق اور حقیقت کے مطابق جواب دیا جائے گا تو ندوہ کے علما جو مختلف گروہوں کے علما ہیں اور اکثر معاملات اور عبادات میں بہت متفرق الخیالات ہیں کسبات کو حق اور حقیقت سمجھیں گے اور اگر اُس فرقہ کے اصول مسلمہ کے مطابق ہوگا تو یہ کیسی خرابی ہوگی کہ حق اور حقیقت کو پس پشت ڈالکر صرف سائل کے خیالات کی پیروی کی جائے گی۔ فقط

عاجز ارادت حسین احمدی۔ موضع مدین۔ ڈاک خانہ گجرہ۔ ضلع مونگیر۔ (باقی آئندہ)

اردو تحریر میں مختصر نامونکی ضرورۃ اور اخبار وطنکی سہو

پیسہ اخبار کی ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک نوٹ لکھکر اردو زبان کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کرنیکا ارادہ ایڈیٹر صاحب نے ظاہر کیا ہے۔ ہم پیسہ اخبار کی اس رائے کے ساتھ کلی اتفاق رکھتے ہیں کہ بیشک اردو تحریر میں اخبارات کی سہولت اور زبان کی خدمت کے لیے ناموں کا اختصار ازبس ضروری ہے۔ بلکہ اگر اردو میں بھی کوئی مختصر نویسی کا طریق ایجاد ہو سکے (اگرچہ موجودہ طرز تحریر بھی اختصار کی ایک حد تک اپنے اندر رکھتا ہے) تو بہت بڑا فائدہ پہنچ سکتا ہے لیکن یہ کام کل ایڈیٹران اخبارات کا ہے کہ وہ اپنی ضروریات کو پورا کرنیکے لیے ملکر محنت کریں بہرحال ایڈیٹر پیسہ اخبار کی یہ تجویز ہمکو امید دلاتی ہے کہ وہ وقت دور نہیں ہے کہ اردو میں مختصر نویسی کی کوئی سہل راہ پیدا ہو سکے جسکے لیے ہم خود بھی ایک عرصہ سے غور کر رہے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مندرجہ عنوان تجویز کو کل اخبارات بڑی خوشی کیساتھ ماننے پر آمادہ ہونگے ہم بڑی خوشی کے ساتھ ایسی تجویز کی تائید کرتے ہیں اور اس کے متعلق ہمارا دوسرا ... [illegible]

ہمارا مقدمہ

چونکہ ہمارے ناظرین جو مقدمہ جہلم کے متعلق ہوا ہے بہت منتظر ہیں ہم اصل فیصلہ بیان مولوی کرم الدین درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

نقل بیان کرم الدین مورخہ ۱۷ ۱/۳ مشمولہ مثل فوجداری اجلاسی رائے سنسار چند صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر باختیار مجسٹریٹ درجہ اول صدر جہلم

نمبر مقدمہ	مرجوعہ	فیصلہ	موقع
۴۰	۱۷ ۱/۳	۱۹ ۱/۳	جہلم

مولوی کرم الدین ولد مولوی صدر الدین ذات آوان ساکن بھیں تحصیل چکوال مستغیث۔	بنام عبد اللہ کشمیری و شیخ یعقوب علی و مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور ملزمان

(جرم دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند)

بیان کرم الدین ولد صدر الدین ذات آوان عمر تخمیناً ۵۷ سال پیشہ زمینداری و امامت و مدرس ساکن بھیں باقرار صالح۔ میرے دادا کا نام مہر محمد ہے۔ مہر محمد کے باپ کا نام مجھکو ٹھیک یاد نہیں ہے محمد حسن متوفی کے باپ کا نام نور حسن تھا۔ نور حسن کے باپ کا نام اسد نور تھا اُس کے باپ کا نام مجھکو یاد نہیں ہے۔ مگر اس قدر معلوم ہے۔ کہ مہر محمد کا باپ اور اسد نور کا باپ حقیقی بھائی تھے محمد حسن کے تین پسران ہیں۔ اسکی عورت بھی ہے۔ وہ میری حقیقی ہمشیرہ ہے محمد حسن کا ایک بیٹا ۱۶-۱۷ سال کا ہوگا۔ باقی دونوں بہت چھوٹے ہیں۔ نور حسن زندہ ہے مگر ضعیف العمر اور بیمار ہے۔ محمد حسن کا کوئی بھائی نہیں ہے۔ سوال وکیل مستغیث جواب دیا۔ محمد حسن کے لڑکے میرے زیر اہتمام ہیں۔ محمد حسن متوفی کا ماتم میں نے کیا ہے۔ یعنی میں نے ہی محمد حسن کے جنازہ کے واسطے لوگوں کو بلایا اور میں نے ہی اسکے ماتم کا خرچ کیا۔ اور میرے پاس ہی لوگ ماتم پرسی کو آئے۔ محمد حسن کا گور و کفن میں نے ہی کیا۔ اس کی ماتم پرسی کے خط میرے پاس ہی باہر سے آئے۔ بہت سی چٹھیات میرے پاس اُسکی ماتم پرسی کی بابت معزز اشخاص کی طرف سے موجود ہیں۔ محمد حسن کا باپ نور حسن ان پڑھ ہے

مولوی محمد حسن کا قائمقام اب میں ہی بطور مولوی اس علاقہ میں ہوا ہوں۔ مجھکو محمد حسن کے برخلاف تحریرات سے سخت رنج ہوا ہے ۱۷ ۱/۳

دستخط انگریزی مجسٹریٹ درجہ اول۔ مقابلہ شد

نقل حکم اخیر عدالت فوجداری اجلاسی رائے سنسار چند صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر باختیار مجسٹریٹ درجہ اول مقام صدر جہلم۔

نمبر مقدمہ	مرجوعہ	فیصلہ	موقع	نمبر نقل
۴۰	۱۷ ۱/۳	۱۹ ۱/۳	جہلم	

مولوی کرم الدین ولد مولوی صدر الدین ذات آوان ساکن بھیں تحصیل چکوال مستغیث

بنام

عبد اللہ کشمیری احمدی مدرس قادیان و شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان و مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور مستغاث علیہم

(جرم دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند)

تجویز عدالت

حالات اس استغاثہ اور استغاثہ نمبری (۵) کے تقریباً یکساں ہیں۔ اس واسطے یہ حکم اُن دونوں استغاثوں کے متعلق سمجھا جاویگا۔ مستغیث ان دونوں استغاثوں میں ایک شخص مولوی کرم الدین ہے مگر ملزمان میں سے مرزا غلام احمد قادیانی و شیخ یعقوب علی دونوں ایک ہی ہیں۔ تفاوت صرف یہ ہے کہ استغاثہ نمبری (۴) میں عبد اللہ کشمیری بھی اُن کے ساتھ ملزم ہے۔ مگر استغاثہ نمبری (۵) میں عبد اللہ کشمیری ملزم نہیں ہے۔ بلکہ بجائے اُس کے حکیم فضل الدین ان کے ساتھ ملزم ہے۔ کہ جو ۷ جنوری کو بوجہ عدم تعمیل وارنٹ حاضر عدالت نہیں ہوا۔ (۲) مستغیث کا بیان یہ ہے کہ مولوی محمد حسن فیضی اُس کا حقیقی بہنوئی تھا کہ جو اب مر گیا ہے اور مشہور و معروف عالم و فاضل تھا اسکی نسبت ملزمان نے ہتک آمیز کلمات تحریر اور شائع کیے ہیں۔ جنکا کہ ذکر اُس نے اپنے ہر دو استغاثجات میں مفصل درج کیا ہے پس اب ملزمان پر مواخذہ زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند کیا جاوے۔ (۳) مستغیث کا جو بیان نسبت اُسکی رشتہ داری اور تعلق ہمراہ مولوی محمد حسن فیضی متوفے لیا گیا۔ تو اس کا یہ بیان ہے۔ کہ وہ محمد حسن متوفی کا حقیقی سالا ہے۔ یعنی محمد حسن متوفی کی عورت اُسکی ہمشیرہ حقیقی ہے۔ اور کہ اُسکا پڑدادا اور محمد حسن متوفی کا پڑدادا حقیقی بھائی تھے۔ یہ بھی اُسکا بیان ہے۔ کہ محمد حسن متوفی کا باپ نور حسن ان پڑھ ہے۔ وہ بھی ابتک زندہ ہے۔ اور کہ اُسکی عورت یعنی ہمشیرہ حقیقی مستغیث اور محمد حسن کی تین لڑکیاں جو ابھی نابالغ ہیں وہ بھی زندہ اور موجود ہیں۔ اور اُسکی سرپرستی میں رہتی ہیں۔ اور کہ وہ بھی انکی خبرگیری کرتا ہے۔ اور کہ اُس نے محمد حسن متوفی کی ماتم داری اور تجہیز و تکفین کیا تھا۔ اور کہ اُسی کے پاس لوگ اُسکی ماتم پرسی کیلئے آئے تھے۔ (۴) پس اب اس مرحلہ پر وکلا ملزمان نے یہ سوال پیدا کیا۔ کہ بموجودگی بیوہ و پسران محمد حسن متوفے مستغیث کو جو محض سالا متوفی ہے یا پانچ پشت دور کا رشتہ دار ہو سکتا ہے۔ کوئی منصب دائری استغاثہ جات ہذا نہیں ہے۔ لہذا یہ استغاثہ جات خارج ہو کر ملزمان رہا ہونے چاہییں چنانچہ فریقین کے وکلا کی بحث اس اہم اور ادائل اعتراض کے متعلق سماعت کی گئی۔ اور اُسپر کافی طور سے غور کیا گیا۔ نتیجہ اُسکا یہ ہے کہ ہماری رائے میں بلا شبہ مستغیث کو کوئی منصب دائری استغاثہ جات ہذا کا بموجودگی بیوہ و پسران متوفی نہیں ہے۔ چنانچہ ہم ذیل میں وجوہات اس کے متعلق قلمبند کرتے ہیں (۵) وکلا ملزمان کی اول حجت یہ ہے کہ زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری جسکے تحت میں ہی استغاثہ ہذا زیر باب اکیس ہو سکتا ہے۔ الفاظ مظلوم شخص (aggrieved person) سے وہ شخص سمجھے جانا چاہیے۔ کہ جو زیر دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری اس جرم میں راضی نامہ بھی کر سکتا ہے کیونکہ یہ جرم قابل راضی نامہ ہے۔ پس اگر کوئی ایسا شخص استغاثہ زیر باب اکیس۔ زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری دائر کرے کہ جو اس جرم میں راضی نامہ نہ کر سکتا ہووے۔ تو وہ منصب دائری اس استغاثہ کا نہیں رکھتا ہے۔ کیونکہ پھر دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری کی تعمیل نہیں ہو سکی اور جرم قابل راضی نامہ نہیں رہ سکتا۔ حالانکہ قانون نے اسکو جرم قابل راضی نامہ قرار دیا ہے۔ مگر ہماری رائے میں یہ دلیل وکلا ملزمان کی درست معلوم نہیں ہوتی ہے۔ قانون نے جرم ازالہ حیثیت عرفی زیر باب اکیس کو جیسا کہ دیگر جرائم کو قابل راضی نامہ زیر دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری صرف اُن حالتوں میں قرار دیا ہے جبکہ دفعہ مذکور کی فہرست جرائم کی نمبر ۳ کی تعمیل بھی ہو سکے۔ اگر اُس خانہ کی تعمیل نہیں ہو سکتی۔ تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ جرم قابل راضی نامہ نہیں ہے۔ مثلاً جرم زیر دفعہ ۴۹۸ تعزیرات ہند کے لیے خاوند عورت بھی

دعوی کرسکتا ہے۔ اور وہ شخص بھی کہ جسکی حفاظت میں خاوندنے اُسکو چھوڑا ہوا تھا۔ مگر راضی نامہ صرف اسکا خاوند ہی کرسکتا ہے۔ علی ہذا القیاس اگر کسی شخص کا چالان زیر دفعہ ۳۲۵ تعزیرات ہند کیا گیا ہو مگر بعد میں وہ مرگیا۔ تو استغاثہ تو اسکی نسبت پولیس کی معرفت ہی دائر ہوسکتا ہے۔ حالانکہ اس کا راضی نامہ ایسی صورۃ میں نہیں ہوسکے گا۔ پس ان امور سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ ضرور نہیں۔ کہ زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری جو مظلوم شخص دعوی ازالہ حیثیت عرفی دائر کرسکتا ہو۔ وہ وہی شخص ہو۔ کہ جسکا ذکر دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری کی جدول جرائم کے خانہ ۳ میں کیا گیا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں اگر ایسی عبارت کو لکھا جاوے تو یہ ہوگا۔ کہ متذکرہ بالا امور سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ شخص مظلوم مندرجہ دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری مترادف شخص ہتک شدہ مندرجہ دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری سے ہے کہ جیسا کہ وکلاء استغاثہ ہی منتشر اور بے سروپا طور سے بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ جیسا ابھی اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ وہ مختلف اشخاص ہوسکتے ہیں۔ اور اکثر دفعہ ہوتے ہیں علاوہ بریں اگر وکلاء ملزمان کی حجت اول کو صحیح اور درست مان لیا جاوے۔ اور سوائے شخص ہتک شدہ کے اور کوئی شخص دائری استغاثہ کا منصب نہ رکھتا ہووے۔ تو پھر دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کی تشریح (۱) ایک فضول اور بےمعنی عبارۃ ہو جاتی ہے کیونکہ پھر تو ایک متوفی کی توہین ہو جانے کی حالت میں کوئی بھی استغاثہ دائر نہ کرسکا کرے گا۔ حالانکہ قانوناً ایسا استغاثہ دائر کیا جاسکتا ہے۔ پس وکلاء فریقین کی اس بحث سے ہمارا اتفاق نہیں ہے۔ کہ شخص مظلوم مندرجہ دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری۔ جو استغاثہ زیر باب اکیس تعزیرات ہند دائر کرسکتا ہے وہ وہی شخص ہونا چاہیے۔ کہ جو دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری کی جدول جرائم کے خانہ (۳) میں مندرج ہے۔ ساتھ اس کے ہم وکلاء ملزمان کی اس حجت سے بھی اتفاق نہیں کرتے ہیں۔ کہ اگر ایسا نہ مانا جاوے گا تو زیر دفعہ ۴۰۳ ضابطہ فوجداری جرائم زیر باب اکیس تعزیرات ہند کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ کیونکہ انکی حجت کے مطابق جبکہ ایک رشتہ دار متوفی کے دعوے ازالہ حیثیت عرفی کا فیصلہ ہوا۔ تو دوسرے رشتہ دار متوفی پھر جدید دعوے دائر کرسکتا ہے۔ مگر ہماری رائے میں دفعہ ۴۰۳ ضابطہ فوجداری کے الفاظ بالکل صاف ہیں۔ اسمیں صاف مندرج ہے کہ جبکہ ایک دفعہ عدالت مجاز کے جرم کا فیصلہ کردیگی اور ملزم بری یا سزایاب ہو جاویگا۔ تو انہیں واقعات پر کبھی اسکی تحقیقات اور تجویز نہیں ہوسکے گی۔ پس نہ ختم ہونیوالی سلسلہ کا خوف وکلاء ملزمان اپنی حجت اولیٰ کو ظاہر کرنے سے بیان کرتے ہیں وہ خود الفاظ دفعہ ۴۰۳ ضابطہ فوجداری کے مطالعہ سے قطعی جاتا رہتا ہے۔ پس ان حالات میں جو اختلافات وسقم قانون کو وکلاء ملزمان بیان کرتے ہیں۔ کہ واقعہ ہوں گے۔ اگر الفاظ مظلوم شخص مندرجہ دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری اور شخص ہتک کردہ مندرجہ دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری کو مترادف نہ مانا جاوے وہ ہماری رائے میں کوئی واقعی اور درحال وجود نہیں رکھتی ہیں۔ (۲) البتہ اگر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری کے الفاظ مظلوم شخص کو دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کی تشریح ۱ سے علحدہ کرکے پڑھا جاوے تو دفعہ ۴۰۳ ضابطہ فوجداری کی تعبیر میں بڑی دقت پیش آتی ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص متوفی جس کی کہ ہتک کی گئی ہے۔ اُس کے پسران بھی ہیں۔ اور اسکی بیوہ بھی ہے اور علاوہ ان کے اُسکے دوسرے رشتہ داران قریبی مثلاً بھائی۔ چچا۔ اور باپ بھی ہیں اور وہ سب کے سب زیر دفعہ ۴۹۹ تشریح (۱) تعزیرات ہند ایک ہی دفعہ مختلف استغاثجات ازالہ حیثیت عرفی نسبت کسی شخص کے دائر کریں۔ جیسا کہ تشریح نمبر ۱ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند مذکورہ کے تحت وہ کرسکتی ہیں۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ ایک کا استغاثہ دائر کردینا۔ دوسروں کو اُنکی دائری سے روک دیوے۔ تو پھر سوال یہ لازمی طور سے پیدا ہوگا کہ کس کے استغاثہ کی تحقیقات ہووے۔ اور کسکو نظر انداز کیا جاوے یا اگر اُن دائر کردہ استغاثجات میں سے کوئی شخص مثلاً بھائی متوفی ملزم سے مل جاوے اور راضی نامہ دیدیوے (کیونکہ حسب بحث وکلاء استغاثہ شخص مظلوم مندرجہ دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری زیر دفعہ (۳۴۵) ضابطہ فوجداری راضی نامہ دے سکتا ہے۔ بوجہ اسکے کہ اُن کی بحث کے مطابق ایسی حالت میں وہی شخص ہتک شدہ ہے) اور اسمیں ملزم لامحالہ بری کیا جاوے۔ تو پھر کیا اثر دیگر استغاثجات دائر شدہ پر ایسی بریت کا پڑے گا۔ جبکہ زیر دفعہ ۴۰۳ ضابطہ فوجداری انھیں واقعات پر کسی جرم کی تحقیقات اور تجویز دوبارہ نہیں ہوسکتی۔ اور جبکہ ایک دفعہ کوئی شخص ان میں سے بری یا سزایاب ہوچکا ہے۔ تو پھر کسی طرح سے ان دیگر استغاثجات کے ساتھ سلوک کیا جاویگا یا اگر یہ مان لیا جاوے کہ وہ شخص راضی نامہ نہیں دے سکتا۔ مگر اگر وہ دانستہ یا نادانستہ اپنے استغاثہ کو خارج ہونے دے۔ اور ملزم کو کسی طرح سے اُسمیں سے بری کرادے۔ تو کیا اثر اُسکی ایسی کارروائی سے دیگر استغاثجات متدائرہ پر پڑے گا۔ کیونکہ ایسی حالت میں ایک مقابلتاً دور کا رشتہ دار اپنے فعل سے کسی متوفی ہتک شدہ کے اپنے سے زیادہ قریبی اور قدرتی رشتہ داران مثلاً بیوہ یا پسران یا باپ کو اُن جائز حقوق یعنی دائری مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی سے اور اُسکے متعلق انصاف حاصل کرنے سے محروم کرسکتا ہے۔ کہ جو واقعی بڑا ظلم اور قانون فوجداری کے تحت بیقاعدگی ہوگی یا اگر متوفی کا پسر اور بیوہ جو سب سے قریب ترین رشتہ متوفی سے رکھتی ہوں اور جو قدرتاً استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی دائر کرنے کے لیے سب سے زیادہ اور سب سے اول مستحق ہوں۔ مگر خواہ ملزم سے ملکر یا کسی دیگر باعث سے وہ ایسا دعوی اور استغاثہ دائر نہ کرنا چاہتے ہوں۔ اور نہ اُن الفاظ کو کہ جو متوفی کی نسبت تحریر کی گئی ہیں وہ ازالہ حیثیت عرفی کی حد تک پہنچی ہوئی سمجھتی ہوں۔ تو کیا پھر کسی موجودگی عدم دائری استغاثہ میں ایک انکے مقابلہ سے دور کے رشتہ دار کو منصب دائری استغاثہ زیر دفعہ ۴۹۹ تشریح ۱ ہوسکتا ہے بفرض اگر اُن حالات کو مدنظر رکھا جاوے اور نیز جبکہ فیصلجات پنجاب ریکارڈ نمبر ۳۹ سنہ ۱۸۸۶ء و انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۴ و انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۱ و جلد ۲۵ صفحہ ۱۵۹ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ایک صفحہ ۳۸۳ و ضابطہ فوجداری مؤلفہ مسٹر آئر صاحب صفحہ ۳۴۰ وغیرہ کو دیکھا جاوے جنمیں ججان ہائیکورٹ نے سوائے خاوند کو مقدمہ زیر دفعہ (۵۰۰) تعزیرات ہند دائر کرنے کا اختیار دینے کے محض نسبت اپنی زوجہ کے بدچلن کے ہتک آمیز الفاظ بیان کیے جانے کے۔ کہ بوجہ اسکے کہ قانوناً اُنکی ذات کو ایک مانا گیا ہے۔ اور کسی رشتہ دار کو جیسے کہ باپ کو اپنی بیٹی یا دختر کی ہتک کے واسطے یا بھائی کو اپنی ہمشیرہ کی ہتک کیواسطے یا پسر کو اپنی والدہ کی ہتک کیواسطے یا بھائی کو اپنی بھاوج کی ہتک کیواسطے

معلوم ہوتا ہے کہ لفظ (یا) کا درمیان الفاظ خاندان اور دیگر قریبی رشتہ داران مندرج ہے۔ اور اس کے یہ کبھی معنے نہیں ہو سکتے۔ کہ جبکہ متوفی شخص کے اس قسم کے دونوں رشتہ داران موجود ہوں۔ تو ہر دو جداگانہ استغاثجات ازالہ حیثیت عرفی کے ایک ہی وقت میں دائر کر سکتے ہیں۔ یا کہ اشخاص خاندان اگر دعویٰ کریں یا نہ کرنا چاہیں تو بھی دیگر قریبی رشتہ دار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر اس لفظ (یا) کے یہ معنی لیے جاویں گے۔ تو پھر وہی گڑبڑ نظارہ پیدا ہو جاویگا کہ جسکی تشریح فقرہ (۶) حکم ہذا میں ہم اوپر مفصل کر آئے ہیں پس ان حالات میں ہماری رائے میں لفظ (یا) سے مراد یہی ہو سکتی ہے۔ اور یہی معنی اسکے کل عبارۃ تشریح ۱ کے ساتھ مربوط اور پیوست ہو سکتی ہیں۔ اور یہی معنی اس کے متذکرہ بالا کل اختلافات اور بیقاعدگی ہائی مندرجہ فقرہ (۶) حکم ہذا کو دور کر سکتے ہیں کہ دیگر قریبی رشتہ دار کے متوفی کے صرف اس حالت میں ازالہ حیثیت عرفی کی نالش زیر دفعہ ۴۹۹ تشریح (۱) کر سکتے ہیں۔ جبکہ کوئی اشخاص اہل خاندان میں اس کے موجود نہ ہوں۔ اور جبتک کہ وہ موجود ہوں۔ تب تک دیگر قریبی رشتہ داروں کو کوئی حق استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی کو دائر کرنیکا زیر دفعہ (۱۹۸) ضابطہ فوجداری نہ ہوگا۔

(۹) اب صرف ایک امر کی نسبت تذکرہ کرنا باقی رہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آیا اشخاص خاندان میں یا دیگر قریبی رشتہ داروں میں کون شخص شمار ہو سکتے ہیں اور کیا انمیں مستغیث مقدمہ ہذا شامل ہو سکتا ہے۔ مگر اول اسجگہ یہ درج کرنا ضروری ہے کہ مستغیث کے دو رشتے متوفی محمد حسن فیضی سے اسکے بیان کے مطابق پائے جاتے ہیں۔ ایک تو وہ اسکا سالا ہے۔ اور دوم وہ اسکا یکجدی ہے۔ پانچ پشت میں ہے۔ اب ہم خیال نہیں کر سکتے کہ لفظ خاندان و رشتہ داروں قریبی کے خواہ کوئی تعبیر کی جاوے۔ انمیں ہی کسی کے رو سے سالا خاندان یا قریبی رشتہ داروں متوفی میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ ہماری رائے میں وہ مطلق ان دونوں لفظوں کی تعریف میں نہیں آ سکتا۔ اور نہ عام بول چال اہل زبان میں اسکی نسبت ایسا اطلاق دیا جاتا ہے۔ چنانچہ تعزیرات ہند اردو میں لفظ Family ترجمہ صرف اہل وعیال ہی کیا ہے۔ بلکہ دو یک جدی اشخاص اہل اسلام کے درمیان بھی۔ کیونکہ اہل ہنود میں تو ایسے رشتہ بہت دور کے تعلقات کو چھوڑ کر کیئے جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ مختلف گوت اور خاندانوں میں ہی ہوتے ہیں ایسا رشتہ قائم ہوتا ہی۔ بذات خود بڑی بھاری دلیل اسبات کی ہو جاتی ہے کہ اب خونی تعلقات کا کچھ اثر باہمی طور سے ان میں نہیں مانا جاوے گا اور نہ رہے گا۔ اور کہ خواہ وہ کسی وقت یک جدی ہی تھے۔ مگر آئندہ کے واسطے وہ دو مختلف خاندان مانے جاوینگے اور متصور ہوونگے پس متوفی محمد حسین کا سالا ہونے کی حیثیت میں ہماری رائے میں مستغیث ہر دو مقدمات ہذا لفظ خاندان و دیگر رشتہ داروں قریبی متوفی کے ذیل میں نہیں آ سکتا۔ اور نہ اسکا اس سے پانچ پشت میں ملنا اسکو قریبی رشتہ داروں کی تعریف میں لا سکتا ہے۔ اب یہاں یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ ہم وکلاء استغاثہ کی اس بحث کو ماننے کے واسطے طیار نہیں ہیں کہ الفاظ خاندان یا دیگر قریبی رشتہ دار مندرجہ تشریح (۱) دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کو ان لامحدود و مہمل اور بسیط معنوں میں تعبیر کیا جاوے کہ جسطرح سے وہ عام لوگوں میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ اور کہ جسکی رو سے ایک دس بارہ پشت کا یا اس سے بھی زیادہ دور کا یکجدی بعض دفعہ ایک خاندان میں سے کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ کسی زمانہ میں ایک مورث کی اولاد سے ہو چکے ہیں۔ یا کہ جسکی رو سے ایک مشترکہ یکجدی جبتک ایک گھر میں رہے تو ایک خاندان میں سمجھا جاتا ہے اور جب جائیداد تقسیم کر کے علحدہ ہو جاتا ہے۔ تو علحدہ خاندان میں سمجھا جاتا ہے وعلی ہذا القیاس مگر ایسا کرنے سے ہم تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۹ کی تشریح (۱) کو بالکل مہمل بنا دیتے ہیں۔ اور اسکو ایسی وسعت دے دیتے ہیں کہ جس سے ایک شخص کے تنگ کیے جانے کا کوئی اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایسی حالت میں وہ شخص کہ جو شخص ہتک کردہ کی زندگی میں صرف ایک ہی استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی کا اسکی جانب سے دائر کیے جانے کا مستوجب ہو سکتا تھا۔ مگر اس کے مرجانیکی حالت میں ہزاروں نامعلوم اشخاص کے استغاثجات کے دائر کرنے کا مورد ہو سکتا ہے۔ یعنی کہ جو شخص متوفی کے یکجدی ہونیکو ثابت کرا سکے مگر ہماری رائے میں قانون فوجداری۔ مندرجہ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کی تشریح نمبر ۱ کا ایسا وسیع اور مہمل مطلب نہیں ہو سکتا۔ لہذا بوجوہات بالا ہماری رائے میں مستغیث کرم الدین کو ان ہر دو استغاثجات کے دائر کرنے کا کوئی منصب قانونی موجودگی پسران بیوہ و دختر متوفی نہیں ہے۔ خواہ وہ ان پڑھ ہیں یا پڑھے ہوئے اور خواہ انکو خود زیادہ رنج ان الفاظ سے ہوا ہے۔ کہ جو ملزمان نے متوفی محمد حسن کے بارہ میں دستاویزات متدعویہ میں درج کیے ہیں۔ (۱۰) پس ہم ان ہر دو استغاثجات کو خارج کر کے داخل دفتر کرتے ہیں اور ہر سہ ملزمان استغاثہ ۱ کو اور ملزمان ۱ و ۳ استغاثہ ۲ کو رہا کرتے ہیں اور ملزم ۲ کہ مندرجہ استغاثہ ۲ جو حاضر نہیں ہوا ہے۔ اس کے برخلاف ابھی اب کوئی کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے ہیں۔ اور اس کے برخلاف استغاثہ مذکورہ کو زیر دفعہ ۲۰۳ ضابطہ فوجداری خارج کرتے ہیں مندرجہ بالا حکم وکلاء فریقین کو سنایا گیا ۱۹ ۱/۲ دستخط انگریزی رائے سنسار چند صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ باختیار مجسٹریٹ درجہ اول

درست مقابلہ شد

ڈائری

حضرۃ امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

---

۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۳ء تک کی ڈائری کے واقعات یہ ہیں کہ ۱۰ و ۱۱ کو مولوی ثناء اللہ کے متعلق تذکرہ ہوتا رہا۔

۱۔ اور ان سے خط وکتابت ہوئی۔ مواہب الرحمٰن چونکہ ۱۴ جنوری ۱۹۰۳ء تک چھپ جانا ضروری تھا کیونکہ ۱۵ کو آپ نے دارالامان سے جہلم کو روانہ ہونا تھا ان ایام میں بہیں اور پر گفتگو ہوتی رہی اور سب کتاب مواہب الرحمٰن کی تصنیف اس کے پروف وغیرہ پڑھنے میں ازبس مصروف رہے۔

۲۔ چونکہ گذشتہ دو تین رات آپکو کتاب مواہب الرحمٰن کی تصنیف وغیرہ کی باعث جاگنا پڑا تھا ۱۵ کی صبحکو فرمایا کہ یہ بھی ایک جہاد تھا راتکو انسان کو جاگنے کا اتفاق تو ہوا کرتا ہے مگر کیا خوش وہ وقت ہے جو خدا کے کام میں گذرے۔

شخص مظلوم زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری کی تعریف میں قرار نہیں دیا ہے۔ اور نہ اسکو دائری مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کا منصب دیا ہے۔ حالانکہ یہ کل ایسے قریبی اور قدرتی رشتہ دار ہیں کہ جنکو قدرتاً ایک دوسرے کی ہتک اور بدنامی میں سب سے زیادہ رنج ہوتا ہے۔ اور ہونا چاہیے۔ تو پھر یہ سب سے اول بڑا ضروری اور اہم سوال پیدا ہوجاتا ہے۔ کہ آیا کسی متوفی شخص کی ہتک کی جانے کی حالت میں جبکہ قانون نے اُس کے خاندان والوں کو اور قریبی رشتہ داروں کو (دیکھو تشریح ۱ زیر دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند) اجازت دائری استغاثہ دی ہے زیر دفعہ (۱۹۸) ضابطہ فوجداری کون مظلوم شخص دائری مقدمہ کے واسطے سمجھا جانا چاہیے۔ تاکہ وہ منتہا دا و رہے ترتیب نظارہ ایسے استغاثوں کی دائری کے وقت نہ پایا جاوے جنکا کہ ذکر ہم نے ابھی اوپر کیا ہے۔ (۷) پس ان حالات میں ہماری رائے یہ ہے۔ کہ دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری کے الفاظ شخص مظلوم ([illegible]) کو تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۹ تشریح ۱ سے علیحدہ پڑھنا ہرگز اور مطلق اور درست اور صحیح نہیں ہوگا۔ جیسا کہ وکلاء استغاثہ کی بحث ہے اور کہ تو وہ جس عمل کے کرنے سے اُن دقتوں اور بیقاعدگیوں کا سامنا ہمیں ضرور کرنا پڑیگا۔ کہ جنکا اوپر مفصل ذکر ہوا ہے بلکہ دونوں کو ملاکر اور پیوست کرکے پڑھنا ضروری اور لازمی ہے اور اسواسطے اب یہ دیکھنا ہے۔ کہ لفظ ([illegible]) یعنی خاندان یا دیگر قریبی رشتہ داران ([illegible]) کی کیا تعریف تشریح (۱) دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند میں ہو سکتی ہے تاکہ پھر دو استغاثہ زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری بابت ایک ہی طرح سے دائر کیا جاوے اُس کے متعلق وہ دقتیں اور گڑبڑ نظارہ پیدا نہ ہووے۔ کہ جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ مگر اس جگہ یہ ذکر ابھی ضروری ہے۔ کہ فیصلجات جو ملزمان کے وکیل نے پیش کیے۔ اور جنکا ذکر اوپر کیا گیا اُنہیں سے سوائے فیصلہ انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد (۵) صفحہ ۵۸۰ جسمیں کہ ایک متوفی شخص کے رشتہ دار نے ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کیا تھا۔ اور کہ جو اس وجہ سے خارج ہوا تھا۔ کہ مستغیث کو کوئی واقعی نقصان اُس بیحرمتی متوفی سے نہیں پہونچا تھا۔ باقی جس قدر فیصلجات ہیں

وہ کسی متوفی شخص کے متعلق نہیں ہیں۔ اسواسطے اُنکا پورا پورا اطلاق استغاثہ ہذا میں بھی نہیں ہوتا ہے۔ مگر اُن کے عام مطالعہ سے اور بالخصوص فیصلہ انڈین لاء رپورٹ بمبئی (۲۵) صفحہ ۱۵۵ و بمبئی جلد (۵) صفحہ ۵۸۰ کے دیکھنے سے ضرور ایک جھلک اُس معیار اور کسوٹی کی معلوم ہوتی ہے۔ کہ جس پر ہر ایک مظلوم شخص مندرجہ دفعہ (۱۹۸) ضابطہ فوجداری کو مقدمات ازالہ حیثیت عرفی کے دائر کرنے کے واسطے پرکھا جا سکتا ہے اور وہ کسوٹی (دیکھو رائے جناب جنکسن صاحب بہادر چیف جسٹس بمبئی مندرجہ انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد (۲۵) صفحہ (۱۵۵ و ۱۵۶) یہ ہے۔ کہ کیا شخص مظلوم کو کوئی قانونی رنج یا تکلیف پہونچا ہے۔ اور کہ قانونی رنج یا تکلیف جس سے خیالی اور وہمی رنج کو تفریق کیا گیا ہے وہ ہے۔ کہ جو شخص مظلوم کو خاص حرجانہ حاصل کرنے کا عدالت دیوانی میں مستحق بنا دے۔ پس اگر اس کسوٹی سے کہ جو ایک فاضل جج ہائیکورٹ نے کل قانون ازالہ حیثیت عرفی کے مطالعہ کے بعد تجویز کی ہے اور جو کہ نہایت معقول بھی معلوم ہوتی ہے مستغیث مقدمہ ہذا کو پرکھا جاوے۔ تو واقعی اُسکو کوئی منصب دائری استغاثہ ہذا کا نہیں ہے۔ کیونکہ اگر عدالت دیوانی سے حرجانہ لینے کا بوجہ استعمال ہتک آمیز کلمات نسبت متوفی محمد حسن فیضی برخلاف ملزمان کسی کو حق ہے۔ تو وہ پسران متوفی کو بھی ہو سکتا ہے یا شاید اُسکی بیوہ یا دختر کو مگر کسی صورت میں مستغیث کو نہیں ہو سکتا۔ کہ جو متوفی محمد حسن کا سالا ہے۔ یا پانچ پشت دور کا بھیدی ہے۔ لہذا بموجودگی پسران و بیوہ و دختر کو متوفی مستغیث کو کوئی حق وراثت یا حصول خاص حرجانہ نسبت ہتک متوفی نہیں ہو سکتا اس واسطے ہماری رائے میں اُسکو کوئی منصب دائری استغاثہ ہذا کا بھی نہیں ہے محض اس وجہ سے بھی کہ مستغیث اپنی ہمشیرہ زادگان و ہمشیرہ کی حفاظت کرتا ہے۔ یا کہ بوجہ اس کے کہ متوفی محمد حسن کی ماتم پرسی کے خطوط اُسکو آتے ہیں۔ اور کہ اُس نے بہت سا حصہ خرچ تجہیز و تکفین کا اُس کے واسطے کیا ہے ہماری رائے میں اُسکو منصب دائری مقدمہ ہذا زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری جبکہ اُسکو تشریح (۱) دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند سے ملا کر پڑھا جاوے۔ حاصل نہیں ہوتا ہے کیونکہ تشریح (۱) دفعہ مذکورہ

کے مطابق وہ شخص دائری مقدمہ کا منصب رکھتا ہے۔ کہ جو خاندان متوفی میں سے ہو۔ یا کہ جو اسکا قریبی رشتہ دار ہو۔ اور قریبی رشتہ یا خاندان کے شخص ہونے میں سے پرکھنے کے واسطے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ فاضل چیف جج بمبئی نے معیار یا کسوٹی قانونی رنج یا تکلیف کا سرزد ہونا رکھا ہے اور جسکا آخری مدار دیوانی عدالت میں حرجانہ خاص کے حاصل کرنے کا حق رکھنا سمجھا گیا ہے جس کی کہ ذیل میں مستغیث نہیں آسکتا۔ یہ بھی اس جگہ ذکر کرنا ضروری ہے۔ کہ محض اخلاقی رنج اور غم کرنے یا ماننے کے کثرۃ قلت کوئی معیار تشریح مذکور میں دائری استغاثہ جات کا نہیں رکھا گیا ہے۔ اور نہ عقلاً و انصافاً رکھا جا سکتا تھا۔ کیونکہ ایسی حالت میں ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ ایک متوفی کے دوست کو اُس کے انتقال کی وجہ سے سخت رنج ہو اور اسلیے جو ہتک آمیز کلمات اُسکے واسطے کہے گئے ہوں اُنکا زیادہ اثر اُسکو پہونچے بمقابلہ اُس کے ایک ان پڑھ بیوہ یا پسران یا دختر کے یا ایسی بیوہ یا پسران کے جنکو کئی وجوہات سے متوفی سے کچھ محبت یا خلوص قلبی نہ ہووے۔ علاوہ ازیں جیسا کہ انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد (۵) صفحہ (۵۸۰) میں درج ہے رشتہ دار متوفی کو جبتک کہ کسی خاص واقعی حرجانہ کے حاصل کرنے کا حق بوجہ استعمال ہتک آمیز کلمات نسبت متوفی پیدا ہوجاوے تب تک محض قیاسی یا وہمی رنج کا ہونا یا اعتبار کا ضائع ہونا اسکو دائری مقدمہ دیوانی نسبت حرجانہ کا مستحق نہیں کر سکتا۔ اور اسی وجہ سے اُسکو زیر دفعہ (۱۹۸) ضابطہ فوجداری مظلوم شخص نسبت دائری استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی قرار نہیں دی سکتا۔ پس اگر اس معیار سے بھی موجودہ استغاثہ کو دیکھا جاوے۔ تو بھی مستغیث نے اپنے ہر دو استغاثہ جات میں سوائے اس کے کہ ایک اپنی دماغی دورہ قیاسی رنج کا اظہار کیا ہووے بوجہ اس کے کہ ملزمان نے چند اخبارات اور کتابوں میں محمد حسن متوفی کی نسبت سخت الفاظ درج کیے ہیں۔ اور اس سے اُنکا دل دکھایا ہے۔ اور کسی خاص حرجانہ کی اُسکی ذات پر واقعہ ہونے کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ کہ جسکی وجہ سے وہ خاص حرجانہ بعدالت دیوانی میں ملزمان سے لینے کا مستحق ہووے۔ اور اسلیے زیر دفعہ (۱۹۸) ضابطہ فوجداری وہ استغاثہ ہذا کے دائر کرنے کا منصب رکھتا ہووے

(۸) متذکرہ بالا امور کے علاوہ ہماری رائے میں تشریح نمبر ۱ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کے بغور مطالعہ کرنے سے مکمل صاف

فرمایا کہ میرے اعضا تو تھک جاتے ہیں مگر دل نہیں تھکتا وہ چاہتا ہے کہ کام کیے ہی جاؤں۔

فرمایا ایک صحابی مرتے وقت رونے لگے جب انسے پوچھا گیا کہ کیا موت کے خوف سے روتے ہو تو اُنہوں نے کہا موت کا تو خوف نہیں البتہ یہ افسوس ہے کہ یہ موقع جہاد کا نہیں جب میں جہاد کیا کرتا تھا اگر اُسوقت یہ موقع ہوتا تو کیا اچھا ہوتا

سر۔ ظہر و عصر کی نماز جمع ہوئی اور بعد اس کے روانگی جہلم کا حکم ہوا۔ اُسوقت سے لیکر ۱۹ تاریخ تک کی ڈائری ہمارے مقدمہ کے نیچے ہوگی

۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء۔ (دربار شام)

مذہب کی غرض و غایت

ہمارے نومسلموں نے آریہ وغیرہ اقوام کے مقابلہ میں ایک اشتہار شائع کیا ہے اُسے سُنکر **فرمایا** کہ مذہب کی اتنی ہی غرض نہیں کہ وہ فقط اس جہان میں فائدہ دے بلکہ اس جہان میں بھی فائدہ دے۔ جو لوگ عملی رنگ میں مذہب کی سچائیاں نہیں دکھاتے ہیں انکی نری باتیں ہی باتیں ہیں جو دعویٰ ہی ہیں ایسے لوگ مصیبت کے وقت ناجائز کام بھی کر بیٹھتے ہیں اور اُن کا قول و فعل یکساں نہیں ہوتا۔

غیر احمدی کے پیچھے نماز

جناب خان **عجب خان** صاحب آف زیدہ کے استفسار پر کہ بعض اوقات ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے جو اس سلسلہ سے اجنبی اور ناواقف ہوتے ہیں۔ اُن کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں یا نہیں **فرمایا** اول تو کوشش کرو کہ ایسی جگہ نہیں جہاں لوگ واقف نہ ہوں اور جہاں ایسی صورت ہو کہ لوگ ہم سے اجنبی اور ناواقف ہوں تو اُن کے سامنے اپنے سلسلہ کو پیش کرکے دیکھ لیا اگر تصدیق کریں تو اُن کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو ورنہ ہرگز نہیں اکیلے پڑھ لو۔ خدا تعالٰے اسوقت چاہتا ہے کہ ایک جماعت طیار کرے۔ پھر جان بوجھکر ان لوگوں میں گھستا جن سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے منشاءِ الٰہی کی مخالفت ہے۔

ہماری جماعت کا کیا کام ہو؟

خانصاحب کے اس استفسار پر کہ ہمکو یہاں سے جاکر کیا بڑا کام کرنا چاہیے **فرمایا** ہماری دعوت کو لوگوں تک پہنچایا جاوے کہ ہماری تعلیم سے اُنکو واقف کیا جاوے۔ تقویٰ توحید۔ اور سچا اسلام اُنکو سکھایا جاوے۔

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

بیعت کے بعد ایک شخص نے اعلیٰ حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض کے حضور اپنے قصوروں کا اعتراف کیا اور اپنی ایک رؤیا سنائی کہ میں نے ایک ہندو کے حقوق تلف کیے تھے رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہی ہندو مجھے کہہ رہا ہے کہ یا تو تجھے خدا ہدایت دے یا اس دنیا سے اُٹھا لے کہ ہم تیرے ظلم سے نجات پائیں اس کے بعد وہ نظر سے گم ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک نور کا شعلہ گرا ہے اور جس مکان میں میں تھا اُسکے دروازہ کی طرف آیا اور میں اُٹھکر اُسے دیکھا تو حضور کی شکل کا ایک آدمی ہے میں نے اُسے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اُسے کہا کیا تو نہیں جانتا اور پھر کہا کہ اب بس کر بہت ہوئی ہے پھر میں نے نام پوچھا تو کہا مرزا **غلام احمد قادیانی** (علیہ الصلوۃ والسلام) اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ اور اپنے افعال پر نادم ہوکر اس خواب کے ذریعہ آپ تک پہونچا ہوں۔

فرمایا تمکو اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا ہے۔ اپنی حالت کو بدلو اور یاد رکھو کہ ایک دن ضرور مرنا ہے خدا تعالےٰ گنہگار کو سزا دیے بدون نہیں چھوڑتا ہاں توبہ کرنے سے گناہ بخشے جاتے ہیں تمھاری فطرۃ میں سعادت تھی جو باوجود اسقدر گناہوں اور قصوروں کے اللہ تعالیٰ نے تمھاری دستگیری فرمائی۔ پس اپنی حالت میں ایک تبدیلی پیدا کرو۔

۲۲ جنوری ۱۹۰۳ء

خیالات مرفوع القلم اور عزم بالجزم

ظہر کے وقت حضرۃ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے ایک شخص نے بذریعہ ایک تحریر عرض کیا کہ میں افلاس سے ایسا گھبراتا ہوں کہ خیالات پریشان بعض وقت موت کو زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ اسکا کیا علاج ہے؟

فرمایا ایسے خیالات کا علاج خدا تعالےٰ کا خوف ہے جب یہ پیدا ہو جاوے تو پھر آہستہ آہستہ کو بصورۃ اطمینان تخل آتی ہے گندے خیالات جو انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں اُن سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جاتا البتہ جب اُن پر عزم کر لیا جاوے تو وہ قابل مواخذہ ہو جاتے ہیں کیونکہ اندر دل میں خیالات کا پیدا ہونا یہ انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے اس لیے وہ مرفوع القلم ہیں۔

فرمایا جلدی اور بے صبری نہ چاہیے۔ توبہ و استغفار اور اصلاح اعمال کی کوشش کرو۔ ایسے خیالات بد کا تخم زندگی کے کسی گذشتہ حصہ میں بویا جاتا ہے اور جب اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ وہ دور ہوں تو پھر یکدفعہ ہی دور ہو جاتے ہیں۔ اور پتہ بھی نہیں لگتا۔ گھبرانے اور بیصبری سے ایک اور آفت آتی ہے پس صبر سے استغفار اور توبہ اصلاح اعمال میں لگا رہے خدا کی آزمایش نہ کرے ورنہ خود آزمایش میں پڑے گا۔ اور ہلاک ہو جاوے گا۔ خدا تعالےٰ کے حضور کوئی چیز انہونی نہیں ہوتی اور نہ وہاں کوئی کمی ہے

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ

مقدمہ جہلم کے تذکرہ پر فرمایا کہ خدا کی طرف سے جو ہوتا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے اسباب کچھ چیز نہیں۔ جو صحت نیت سے خدا کی طرف قدم اُٹھاتا ہے خدا اُس کے ساتھ ہوتا ہے صحابہ کی نظیر دیکھلو۔ اور اسکی نظیر کسی نبی کے متبعین میں نہیں ملتی۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا ساتھ دیا کہ بکریوں کی طرح ذبح ہو گئے۔ صدق اور وفا کو انھوں نے کامل طور پر دکھا دیا۔ حضرۃ مسیح کے حواریوں میں سے ایک نے دشمن کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اور اُنکی صداقت میں شبہ کیا جبھی تو مائدہ مانگا کہ **لنعلم ان قد صدقتنا** اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے وہ ان کے سچے جھوٹے ہونے کا کامل علم نہ رکھتے تھے صحابہ کرام کے دل نور یقین سے بھرے ہوئے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ انھوں نے جان کی بھی پروا نہ کی

دربار شام

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

مقدمات کے تذکرہ پر **فرمایا** کہ اسوقت لوگ خدا تعالیٰ سے بالکل غافل اور منکر ہیں کوئی خانہ خدا کے لیے اُنکے دل میں نہیں اور نہ **نور ایمان** باقی ہے کیا کسی مفتری اور کاذب کی ایسی نظیر کوئی پیش کر سکتا ہے جو اسقدر اسکی مخالفت کی گئی ہو اور وہ اپنے افترا قبل از وقت شائع کرے اور پھر پورے ہو جاویں کوئی نظیر پیش کرو۔ ان لوگوں کے اعمال بیسود ہیں جبتک خدا پر یقین نہ ہو تعجب ہے طاعون کا یہ زور ہے اور دلوں کی سختی کا یہ حال ہے اگر کوئی اور برتن ہو تو انسان ہاتھ ڈالکر اسے صاف کر دے مگر دلوں کو تو خدا ہی صاف کرے جسقدر ہمکو ان پر رحم آتا ہے اسی قدر صفرا بلغم سے بھرے ہوئے معدہ کی طرح جو کھانے کا نام سنکر نفرت کرتا ہے یہ لوگ ہم سے نفرت اور بغض کرتے ہیں۔ اور اب سمجھ نہیں آتا کس کس کی شکایت کریں سب یکساں ہیں۔

الخ

جب سے مجھے یہ الہام ہوا ہے دنیا میں ایک نذیر آیا اسکا یہ حصہ کہ زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا قابل غور ہے۔ کیا مصنوعی کاروبار اسطرح چل سکتا ہے کیا کاذبوں کو وہ خوبیاں اور تائیدیں مل سکتی ہے۔ جو صادقوں کو دیجاتی ہیں؟

رویا رات میں نے دیکھا کہ ایک بڑا زلزلہ آیا ہے مگر کسی عمارت کا نقصان نہیں ہوا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابتلا کے دن ہیں۔

۲۳ر جنوری ۱۹۰۳ء

حسبنا اللہ و نعم الوکیل ایک عرب نے لکھا کہ اگر آپ ہزار روپیہ دیں تو میں آپکا وکیل اس ملک میں ہو سکتا ہوں **فرمایا** لکھدو کہ ہمیں کسی وکیل کی ضرورۃ نہیں ایک ہی ہمارا وکیل ہے جو عرصہ ۲۲ سال سے وکالت کر رہا ہے اسکے ہوتے ہوئے کسی اور کی ضرورۃ نہیں اسی نے کہا ہے **الیس اللہ بکاف عبدہ**

دربار شام

فرمایا جسطرح اللہ تعالےٰ تازہ بتازہ سامان تقوی کے جماعت کے واسطے یہاں طیار کر رہا ہے دوسری جگہ اسکا نشان نہیں۔ ہے یہ لوگ الہام اور تقوی سے دور ہوتے جاتے ہیں۔ اور اہل حق کی علامات بتانے سے قاصر ہیں اور صادق اور کاذب کے درمیان مابہ الامتیاز قائم نہیں کر سکتے ہماری مخالفت میں وہ یہاں تک پہونچ گئے ہیں کہ جو کچھ صادقوں کے لیے خدا نے مقرر کیا تھا وہ سب کاذب کو دیدیا۔ تقوی کا ادنی درجہ یہ تھا کہ کم از کم خاموش ہی رہتے اور دیکھتے کہ اگر ہم کاذب تھے تو خود ہی تباہ ہو جاتے مگر کیا کریں انکی وہی مثال ہے **لھم قلوب لا یفقھون بہا**

فرمایا اللہ تعالےٰ نے فرمایا **لا تقف ما لیس لک بہ علم** یعنی از علم یقین ہست ظنون را علم میگویند انیاں اتباع ظن میکنند **ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔**

۲۴ر جنوری کے رویا اور الہام گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکے۔

---

۲۶ جنوری ۱۹۰۳ء

رویا ظہر کے وقت آپ نے مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ میرے سامنے **بجائیفل** اور ایک ڈلی چھالیہ کی یا سونٹھ کی پیش کر کے کہتے ہیں کہ یہ کھانسی کا علاج ہے اس علاج کے دو گھنٹہ بعد تک آرام رہا۔

دربار شام

بعض پرانے کشوف اللہ تعالیٰ کے انعامات کی تحدیث پر آپ نے بعض پرانے کشوف سنائے۔ انہیں سے ایک وہ تھا جسمیں سرخ سیاہی کے چھینٹے آپکے کرتہ پر پڑے تھے کیفیت سرمہ چشم آریہ میں درج ہے۔

ایک رویا بیان کی کہ میں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں ہوں اور منتظر ہوں کہ میرا مقدمہ بھی ہو اتنے میں جواب ملا **اصبر سنفرغ یا مرزا**

پھر ایک بار دیکھا کہ کچہری میں گیا ہوں تو اللہ تعالےٰ ایک حاکم کیصورت پر عدالت کی کرسی پر بیٹھا ہے اور ایک سررشتہ دار کی ہاتھ میں ایک مثل ہے جو وہ پیش کر رہا ہے حاکم نے مثل دیکھکر کہا کہ مرزا حاضر ہے تو میں نے غور سے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایک خالی کرسی پڑی ہے مجھے اسپر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر میں بیدار ہو گیا۔

اپنی پہلی رویا (جسمیں سرخ سیاہی کے قطرات گرے تھے) کی تائید و تصدیق میں فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ایکبار دیکھا کہ جنت کے سیبوں میں سے ایک سیب آپ نے لیا ہے بیدار ہونے پر وہ ہاتھ ہی میں ہے۔

تکمیل ایمان اللہ تعالےٰ پر ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک خود نشان نہ دیکھے یا نشان دیکھنے والے کی صحبت میں نہ رہے ہے فرمایا مخالفین کا شور و غا در اصل ہماری عمر کو بڑھاتا ہے آخر ایک وقت آئے گا کہ وہ مخالفوں کو شرمندہ کرے گا۔

فرمایا عجیب قدرۃ الٰہی ہے کہ ایک شخص کو مامور کر کے بھیجتا ہے تو خود بخود سعید اور شقی دو گروہ بنجاتے ہیں یہ وقت ہوتا ہے کہ خدا اپنا چہرہ دکھاتا ہے ورنہ اس سے پہلے جو زمانہ ہوتا ہے وہ شکوک و شبہات کا ہوتا ہے۔

اسرائیل کی آخری اینٹ اور ختم نبوۃ۔ **فرمایا اخرین منھم** کے کا مقام توریت کی ایک آیۃ تھی جس سے مسیح اسرائیلی کا گروہ تھا اور یہاں **اخرین منھم** سے ہمارا گروہ مراد ہے۔ عیسائی مسیح کو خاتم الانبیا ٹھہرا کر الہام کا دروازہ بھی بند کرتے ہیں اور ان کے بعد یوحنا نبیہ کو بھی مانتے ہیں بلکہ اس کے مکاشفات انجیل کے ساتھ شامل ہیں ابن عربی ختم نبوۃ کے تعلق یہی مانتا ہے کہ تشریعی نبوۃ ختم ہو چکی ہے ورنہ ان کے نزدیک مکالمہ الٰہی اور نبوۃ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

علماء کو ختم نبوۃ کا مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے قرآن میں **خاتم النبیین** جو آیا ہے اور جسپر الف لام بھی پڑے ہیں اس سے یہی صاف معلوم ہوتا ہے کہ شریعت لانیوالی نبوت اب ختم ہو چکی ہے۔ پس اب اگر نئی شریعت کا مدعی ہو وہ کافر ہے لیکن **مکالمہ الٰہی** کا اگر انکار ہو تو پھر اسلام ایک مردہ مذہب ہوگا۔ اگر یہ دروازہ بھی بند ہے تو اس امت پھر **خیر الامم** نہ ہوئی۔ اور **اھدنا الصراط المستقیم** دعا بیسود ٹھیری۔ تعجب ہے کہ یہود تو یہ امۃ بنجاوے اور مسیح دوسروں سے آوے۔

نبوۃ کے مکالمہ میں کثرت ہوتی ہے اور عام مکالمہ الٰہی میں کثرت نہیں ہوتی۔ اور نبوۃ کے مکالمہ کی کیفیت صاف ہوتی ہے۔

نماز عشا کے بعد پھر حضرۃ اقدس نے اسی مضمون پر کلام فرمایا اور مثال دیکر سمجھایا کہ جب تک دونوں میں فرق نہو تو امتیاز کیسے ہو۔

فرمایا کیا وہ شخص جس کے پاس ایک دو روپے ہوں وہ اس بادشاہ کے برابر ہو گا جس کے پاس خزانے بھرے پڑے ہیں اور کیا انمیں فرق ہو گا یا نہیں حالانکہ زر دار دونوں ہیں۔

اسی طرح نبوۃ کی وحی اور مکالمہ اور دوسرے لوگوں کے مکالمہ میں فرق کثرت اور کیفیت و کمیت کا ہوتا ہے۔

نبوۃ کا مکالمہ ایسا اجلی اور اصفیٰ ہوتا ہے کہ ہر ایک شریعت اسے برداشت نہیں کر سکتی مگر وہ جو اصفی درجہ پر ہو

اور پھر مکالمہ نبوۃ کی یہ شان ہے **فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول** وہ اپنی رضامندی پہلے خواب کے ذریعہ پھر کشف کے ذریعہ پھر وحی اور اسکے تکرار سے ظاہر کرتا ہے۔ جس سے وہ امر غیب امر مشہود محسوس کیطرح بنجاتا ہے۔

اجلی اور اصفیٰ مکالمہ الٰہی ان لوگوں کا ہوتا ہے جو اعلی درجہ کا تزکیہ نفس کرتے ہیں انکے لیے تقوی اور طہارت کی بہت ضرورۃ ہے اسی لیے فرمایا ثم اورثنا **الکتب الذین اصطفینا من عبادنا۔**

پس کثرت اور قلت اور صفائی اور تکدر کا فرق ثابت کر دیتا ہے۔ مکالمہ نبوت کیا ہے اور دوسرا کیا۔

عام لوگوں کو اس لیے خوابیں آجاتی ہیں کہ سلسلہ نبوت کی تصدیق ہو۔ کیونکہ اگر ایسے خواص عام نہ ہوتے تو امر نبوت مشتبہ ہو جاتا۔ پس اتمام حجۃ کیخاطر خدا نے یہ مادہ رکھدیا۔ لیکن ایک خواب آجانے سے کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اسکی شان اور ہوتی ہے۔

فرمایا ہمارے الہامات میں جو نبی آیا ہے تو وہ شرطیں رکھتا ہے اول یہ کہ نئی شریعت نہیں لایا دوسرے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ہے۔ (باقی آیندہ)

مذہبی دنیا کی خبریں اور رپورٹ

انگلستان کے رسالہ چرچ کوارٹرلی ریویو میں ملک [illegible] کے رومن کیتھولک پادریوں کا کچھ حال بیان کیا گیا ہے اسکا نامہ نگار لکھتا ہے کہ وہ برسوں تک اٹلی میں رہا اور ان پادریوں کے اخلاق کی نسبت دریافت کیا ہے اسکا خیال ہے کہ جنوب کے پادریوں کا چال چلن نہایت خراب ہے اور عام لوگ ان کے ایسے چال چلن کو دیکھکر گھبراتے ہیں بلکہ قدرتی سمجھتے ہیں (حقیقت میں سچی پاکیزگی اور اخلاقی فاضلہ انسان کو مل نہیں سکتے اور اسکی گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں ہو سکتی جبتک خدا کا خوف دل پر مستولی نہو اور یہ خوف پیدا نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کی ہستی اور قدرت و طاقت پر یقین نہ ہو جو خدا کے زندہ کلام سے پیدا ہوتا ہے جسکا مدعی اس زمانہ میں ایک شخص ہے یعنی حضرۃ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام - ایڈیٹر

انگلستان میں اسوقت تقریباً ڈیڑھ سو رومن کیتھولک پادری رومن چرچ اور پوپ کے برخلاف آواز اٹھا رہے ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ بجائے جمہوری انتظام کے پوپ جملہ مذہبی جماعتوں کو سیدھا اپنے تعلق میں لیتا جاتا ہے اور ضعیف الاعتقاد وں کو زیادہ نہ حوصلہ دیتا ہے انکا قول ہے کہ بائبل کے بجائے اسوقت رومن کیتھولک لوگ اپنے وہمی خیال میں پھنسے ہوئے ہیں اور سائنس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ (در اصل مذہبی عالم میں یہ جوش اور تحریکیں ایک مذہبی انقلاب کی خبر دے رہے ہیں جو مسیح موعود کی بعثت کا ایک ثبوت ہے۔ ایڈیٹر

لنکا کے بودھوں نے ۴ر جنوری ۱۹۰۳ء کو آنند کالج میں اپنی متبرک زیارت گاہوں کی حفاظت کے سوال پر غور کرنے کے لیے عظیم الشان جلسہ کیا جس میں ہر ایک فرقہ کے تین سو بروہت اور دو ہزار دوسرے لوگ جمع ہوئے۔ اسموقعہ پر ایک بودہ نیشنل کانگرس کی تجویز کی گئی۔

لاٹ پادری اور سور کا شکار

نیوگنی کے لاٹ پادری نے وہاں کے باشندوں کو بیرحمی سے سور مارتے ہوئے اپنے سرمن میں اسپر اعتراض کیا اور دیسی عیسائیوں نے دوسرے دن درخواست کی کہ وہ انکو سور مارنا سکھلا دیں چنانچہ لاٹ پادری نے پچاس سور اپنی بندوق سے مارے۔

(عیسائیت کیا ہوئی سور کے شکار کرنے کا گر ہوئی۔ نیوگنی کے لاٹ پادری کو شاید یہی کام ہو بجا لیکہ ہمارے پنجابی لاٹ پادری کو کلیسیا کی اندرونی مرمت سے فرصت نہیں۔ ایڈیٹر

جاپان کے مذہبی کانفرنس کی نسبت بہت مشہور ہو رہا ہے کہ ضرور ہوگی مسٹر اوکا کیورا جو گذشتہ برسات میں ہندوستان میں ڈیلیگیٹ لے جانے کے واسطے آئے تھے اسکی کامیابی کے لیے کوشش کر رہے ہیں لیکن جو جوش اسکانفرنس کی نسبت ہندوستان میں ہے اسکا عشر عشیر بھی جاپان میں نہیں گویا اگر کوئی مشرقی مذاہب کی کانفرنس ہوگی تو وہ چند آدمیوں کا خیال ہے نہ جاپانی نیشن کا۔

ہز ہائنس آغا خان صاحب نے مجلس محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی جو تقریر اسال کی ہوئی ہے عیسائی اخبار اُس سے فائدہ اُٹھا کر اسلام پر نکتہ چینیاں کر رہے ہیں اس لیے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اس تقریر کے خوب تردید کیجاوے جو اسلام کے سخت مخالف ہیں۔

ہمیں حیرت اور تعجب ہے کہ بعض اخبارات میں جو مسلمانوں یا مسلمان ایڈیٹروں کے ہاتھ میں ہیں اس تقریر کی تعریف کی جاتی ہے۔ اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں ایسی تقریر کو پسند کیا گیا یا اس کی تعریف کی گئی جو یورپین معترضین اسلام کے بعض اعتراضوں کے اصول پر نظر آتی ہے تقدیر امد پردہ اور زہد وغیرہ امور جو مسلمانوں کی ترقی کی راہ میں روک بتائے ہیں یہ اسلام پر ایک حملہ ہے جو ہم نہیں جانتے عمداً کیا جاتا ہے یا سہواً۔ مگر تعجب کا مقام ہے کہ اس تقریر کے تعریف کیجاتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس تقریر پر ریمارک کریں اس لیے ہمارے ناظرین ہمکو معذور رکھیں گے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک ادنیٰ ممبر بھی اسلام کی ہتک کا کوئی لفظ سننے کی طاقت نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ انکو ایک عمدہ امام کے ساتھ تعلق ہے۔ ہم اپنے معزز ہمعصر تالیف و اشاعت کے ہم نوا ہیں کہ بڑی خرابی آجکل یہ ہو رہی ہے کہ نفس مضمون کو نہیں دیکھتے بلکہ یہ دیکھتے ہیں کہ لکھنے والے نے زریں کرسی پر بیٹھکر مضمون لکھا ہے یا ٹوٹے پھوٹے مونڈھے پر حقیقت میں اس تقریر کی تعریف کی بجز اس کے اور کوئی وجہ نہیں کہ ہز ہائنس آغا خان صاحب بالقابہ کی منہ سے نکلی ہے۔

عید اضحیٰ کی تقریب اور قوم کی توجہ

عید اضحیٰ کا وقت قریب آتا جاتا ہے اور مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضروریات یوماً فیوماً بڑھتی جاتی ہیں چنانچہ جیسا الحکم کے کسی دوسرے مقام سے معلوم ہوگا ہائی سکول اب کالج بنایا جاتا ہے اور فنڈز کی یہ حالت ہے کہ پچھلے مہینہ کی تنخواہ قرض لیکر ادا کی گئی۔ ایسی حالت میں ہماری قوم کو جسقدر توجہ کی ضرورت ہے وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے۔ سیالکوٹ کی عالی ہمت جماعت نے یہ تجویز کی تھی کہ عید کی تقریب عید الفطر ہو یا عید اضحیٰ ہر احمدی علی العموم ایک روپیہ یا علیٰ قدر حیثیت کم و بیش مدرسہ کی اعانت کے لیے دیا کرے اور مساکین فنڈ وغیرہ کے لیے قربانی کی کھالیں بھیجدی جایا کریں۔ چنانچہ اسپر دو سال سے برابر عملدرآمد ہو رہا ہے لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ بجائے ترقی کے اسپر عملدرآمد ہونے میں تنزل ہے پہلے سال تو اس فنڈ میں معقول آمدنی ہوئی تھی اور اب قریباً نصف رہ گئی ہے حالانکہ اس سے کئی چند بڑھنی چاہیے تھی اس لیے اس سے پہلے کہ عید اضحیٰ کا وقت آوے ہم ہر شہر کی اپنی جماعت کو جو احمدی جماعت ہے آگاہ کرتے ہیں کہ وہ اس معاملہ میں سستی یا سہل انگاری سے کام نہ لے بلکہ ہر احمدی چھوٹا ہو یا بڑا اس کار خیر میں شریک ہو یہ نہیں کہ ہمارے گھر میں سے ایک آدمی نے کچھ دیدیا اور وہ سارے گھر کا کفارہ سمجھا گیا بلکہ جسقدر احمدی ہیں وہ سب علیٰ قدر مراتب کچھ نہ کچھ اس فنڈ میں دیں۔ اور قربانی کی تمام کھالیں ایک جا جمع کر کے بعد فروخت ان کا روپیہ مساکین فنڈ میں بھیجا جاوے اس سے بہتر اور کوئی مصرف اپنی جماعت کے لیے کیا ہو سکتا ہے۔ ان باتوں کو سرسری نگاہ سے نہ دیکھا جاوے بلکہ عمل کرنے کے لیے

مستعدی کے ساتھ ہمارے احباب ملّا ہو جائیں۔ اگر ہر فرد ہماری قوم کا اس عید اضحی کی تقریب پر بالاوسط ۲ ہی دے تو پچیس ہزار روپیہ جمع ہو سکتا ہے لیکن اگر ہم ۲ کے بجائے ۱ ہی کو بھی قرار دیں تب بھی چھ ہزار سے زائد رقم محض عید فنڈ میں اور قریباً اسی قدر اس فنڈ میں قربانی کی کھالوں سے جمع ہو سکتی ہے۔ غالباً حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طرف سے اس تحریک کے لیے عنقریب مطبوعہ کارڈ بھی روانہ ہونے والے ہیں۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ اس تقریب پر ہمارے بھائی پچھلی ساری سہل انگاریوں کی تلافی کر کے دکھائیں گے۔ اور کوئی بچہ جوان بوڑھا عورت یا مرد خالی نہ رہے گا جو اس موقع پر مدرسہ کی اعانت کے ثواب میں شریک نہ ہو۔

ختم کرنے سے پہلے ان **والنٹیر صاحبان** کو بھی توجہ دلاتے ہیں جنہوں نے ماہ بماہ مدرسہ کی اعانت کے لیے چندہ جمع کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ پھر کام شروع کریں۔ مدرسہ کے ٹرسٹی اور باقاعدہ چندہ دینے والے اپنی جماعت کو بڑھائیں۔

تازہ الہامات

۱ جنوری ۱۹۰۱ء کو عشا سے قبل حضرۃ اقدس نے یہ الہام سنایا **لا یموت احد من رجالکم** اور فرمایا کہ اس کے حقیقی معنے کہ تمہارے رجال (مردوں) میں کوئی نہ مرے گا تو ہو نہیں سکتے کیونکہ موت تو انبیا تک کو آتی ہے اور نہ قیامت تک کسی کو زندہ رہنا ہے مگر اس کے مفہوم کا پتہ نہیں ہے شاید کوئی اور معنی ہوں۔

۲ فروری کو سیر میں حضرت اقدس نے یہ الہامات سنائے جو کہ آج رات کو ہوئے **سنخبرک سیغلبانی معک ومع اھلک۔ سأکرمک اکراماً عجباً۔ سمع الدعاء۔ انی مع الافواج اتیک بغتۃ۔ دعاءک مستجاب۔ انی مع الرسول اقوم واصلی واصوم۔ واعطیک ما یدوم** ۔ ۳ فروری۔ **اصلی واصوم اسہر وانام واجعل لک انوار القدوم۔ واعطیک ما یدوم۔ ان اللہ مع الذین اتقوا** ـ ۹ فروری **ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔**

النصح

سید عبد اللہ عرب صاحب نے جو کارخانہ **النفع** ادویات کا جاری کیا تھا کچھ شک نہیں جیسا کہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامۃ کی تصدیق سے ظاہر ہے یہ ادویات حضرت حکیم الامۃ ہی کے مجوزہ نسخہ جات ہیں جو ہمیشہ سے آپ کے شفا خانہ میں استعمال کیے جاتے ہیں + سید عبد اللہ عرب صاحب نے جب اپنے وطن عرب جانے کا ارادہ کیا تو یہ کارخانہ میرے سپرد کیا گیا چنانچہ اب اسکا مالک خاکسار مشتہر ہے لیکن میں نے یہ امر خلاف دیانت و تقوی سمجھا کہ ادویات ہر شخص صرف درخواست ہی پر بھیجدوں۔ یہ سچ ہے کہ ادویات مجرب نسخہ جات ہیں اور بفضلہ تعالےٰ عموماً مفید اور نافع ثابت ہوئے ہیں مگر ہر مرض کے اسباب مختلف ہوتے ہیں اس لیے ایک ہی دوا مختلف اسباب سے پیدا شدہ امراض کو ہمیشہ مفید نہیں ہو سکتی۔ پس میں نے یہ التزام کر لیا ہے کہ جب تک دوائی کی درخواست کرنے والا مریض کے مفصل حالات مرض و اسباب سے اطلاع نہ دے گا اسکو دوائی روانہ نہ کی جاوے گی۔ مفصل حالات آنے پر حضرت حکیم الامۃ سے طبی مشورہ لیکر جو دوائی مناسب ہو گی وہ طیار کر کے بھیجی جاوے گی + اور اب تک جو درخواستیں آئی ہیں ان کے متعلق بھی میں نے یہی عمل مناسب سمجھا ہے۔ پس ہر درخواست کنندہ اپنے مفصل حالات لکھے اور ۔/ کا ٹکٹ جواب کے لیے روانہ کرے۔ غرض میں اشتہاری طبیبوں کے طرز اور رنگ پر اس کارخانہ کو چلانا نہیں چاہتا + کیونکہ جس قدر نقصان اشتہاری ادویات سے پہونچا ہے میں نے اکثر ایسے مریضوں کا مشاہدہ کیا ہے اور حضرۃ حکیم الامۃ کے شفا خانہ میں بہت سے لوگ اس قسم کے آئے ہیں جو ان لوگوں کے ہاتھوں سے تباہ شدہ ہیں۔ اسلیے میں نے اشتہاری طرز کو بالکل دور کر کے یہ طریق اختیار کیا ہے جو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسکے لیے میں اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور سچا ہوں المشتہر حکیم فضل الدین مالک کارخانہ النفع قادیان دار الامان

کتابوں کی بہت بڑی ایجنسی

میں نے سلسلہ عالیہ **احمدیہ** کے متعلق اور ہر قسم کی علمی کتابوں کی بہت بڑی ایجنسی کئی سال سے قائم کی ہوئی ہے اور ہماری جماعت خوب جانتی ہے کہ حضرت اقدس کی تصانیف کے علاوہ جماعت کے دوسرے بزرگوں کی تصانیف بھی اس ایجنسی کی معرفت بھیجی جاتی ہیں اس ایجنسی کتابوں کے بھیجنے پر نہ پیکٹ بنانے کا خرچ خریدار سے لیا جاتا ہے اور نہ کوئی زائد کمیشن کسی سے وصول کیا جاتا ہے۔ بلکہ اصل قیمت پر کتابیں روانہ ہوتی ہیں البتہ مالکان کتب سے کمیشن لیا جاتا ہے + پس جو صاحب اپنی کتابیں اس ایجنسی کی معرفت فروخت کرنا چاہتے ہیں وہ مشتہر سے کمیشن کے لیے خط و کتابت کریں اور خریداران کتب ہمیشہ یہاں سے ہی منگواتے ہیں۔

(مشکوۃ شریف عربی محشی)

مجلد مطبوعہ بمبئی نہایت خوشخط کسی صاحب کو ضرورت ہو تو کیار سے (عہ) میں منگوالے محصولڈاک اس کے علاوہ ہے۔ خاکسار سراج الحق نعمانی از دار الامان قادیان۔

یہ اخبار کا پرچہ چونکہ ۷ فروری کو شائع ہونا تھا لیکن کئی وجوہ کے پیش آنے پر ایک روز کا توقف ہو گیا اس لیے مناسب دیکھا گیا کہ اس الہام کو جو ۸ فروری کو سیر کے وقت حضرت نے سنایا درج کر دیا جاوے وہ یہ ہے **حرکت مہیّجا**